آیاتھا ۸۸ ﴿سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ ۲۸﴾ رکوعاتھا ۹

امام نحاس، ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ قصص مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ قصص مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام احمد، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت معدی بن کرب سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے آپ سے سوال کیا کہ ہمیں طٰسٓمّٓ مائتین سنائیں۔ آپ نے فرمایا مجھے یاد نہیں لیکن تم پر لازم ہے کہ تم حضرت خباب بن ارت کی خدمت میں حاضر ہو۔ میں حضرت خباب بن ارت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے پڑھتے طٰسٓمّٓ یا طس فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں طرح پڑھتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ۝۱ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَ فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۳ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآىِٕفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ يَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۴

" طا، سین، میم، یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی، ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ کو موسیٰ اور فرعون کا کچھ واقعہ ٹھیک ٹھیک ان لوگوں (کے فائدے) کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔ بیشک فرعون متکبر (وسرکش) بن گیا سر زمین (مصر) میں اور اس نے بنایا وہاں کے باشندوں کو گروہ گروہ۔ وہ کمزور کرنا چاہتا تھا ایک گروہ کو ان میں سے، ذبح کیا کرتا ان کے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑ دیتا ان کی عورتوں کو۔ بیشک وہ فساد برپا کرنے والوں سے تھا۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کی باتوں میں سے ایک بات یہ ہے کہ اس نے ایک خواب دیکھا کہ ایک آگ بیت المقدس کی جانب سے آئی ہے یہاں تک کہ اس نے مصر کے تمام گھروں کو گھیر لیا ہے۔ قبطیوں کو جلا دیا ہے اور بنی اسرائیل کو چھوڑ دیا ہے۔ اس نے جادوگروں، کاہنوں اور فال پکڑنے والوں کو بلایا۔ زجرہ سے مراد فال پکڑنے والے ہیں جو پرندوں کو اڑاتے ہیں، اس نے ان سے اپنی خواب کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے ہی جواب دیا۔ وہ شہر (بیت المقدس) جس سے بنو اسرائیل آئے ہیں۔ ایک آدمی نکلے گا جس کی وجہ سے مصر تباہ و برباد ہوگا اس نے حکم دے دیا کہ بنو اسرائیل کے ہاں جو بچہ بھی پیدا ہوا سے ذبح کر دیا جائے اور جو بچی پیدا ہوا سے زندہ رہنے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

دیا جائے۔ اس نے قبطیوں سے کہا اپنے ان غلاموں پر نظر رکھو، جو باہر کام کرتے ہیں انہیں اپنے گھروں میں رکھو اور بنو اسرائیل کو ان امور کا ذمہ دار بنادو جو غلاظت والے ہیں۔ اب قبطیوں نے بنو اسرائیل کو اپنے غلاموں کے کام دے دیے اور اپنے غلاموں اور خادموں کے ہاں رہنے کو کہا۔ یہ اسی موقعہ پر فرمایا اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ یعنی وہ زمین میں جبروت والا بن گیا۔ اور اَهْلَهَا سے مراد بنو اسرائیل ہیں اور انہیں گندے کاموں میں لگا دیا(1) اور انہیں ایسی حالت میں کر چھوڑا کہ بنی اسرائیل کے ہاں کوئی بچہ جنم نہ لیتا مگر اسے ذبح کر دیا جاتا کوئی چھوٹا بڑا نہ ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے بوڑھوں میں موت کو عام کر دیا تو موت ان میں جلدی آنے لگی۔ قبطیوں کے سردار فرعون کے پاس حاضر ہوئے اور اس سے گفتگو کی۔ کہا اس قوم میں موت عام ہوگئی ہے، ممکن ہے کام کی ذمہ داری ہمارے غلاموں پر آپڑے۔ وہ ان کے بیٹوں کو ذبح کر دیتے ہیں تو چھوٹے بڑے نہیں ہوتے کہ بڑوں کی مدد کریں۔ کاش! آپ ان کی اولاد وں کو باقی رہنے دیتے۔ تو اس نے حکم دیا کہ وہ ایک سال بچوں کو ذبح کریں اور ایک سال بچوں کو چھوڑ دیں۔ جب وہ سال ہوا جس میں بچوں کو ذبح نہیں کیا جاتا تھا تو اس میں حضرت ہارون علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ انہیں چھوڑ دیا گیا۔ جس سال وہ بچوں کو ذبح کرتے اس سال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں حاملہ ہوئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کے بطن میں جلوہ افروز ہوئے۔ جب وضع حمل کا ارادہ کیا تو بچے کے بارے میں گھبرا گئیں۔ جب جن دیا تو اسے دودھ پلایا۔ پھر بڑھئی بلایا۔ ایک تابوت بچے کے لیے بنایا۔ تابوت کی کنڈی اندر رکھی اور بچے کو اس میں رکھ دیا اور فرعون کے گھر کے قریب تابوت کو پتھروں کے درمیان سمندر میں رکھ دیا۔ حضرت آسیہ جو فرعون کی بیوی تھیں، کی لونڈیاں نہانے کے لیے نکلیں، تو انہوں نے وہاں تابوت پایا۔ وہ اسے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئیں اور گمان یہ کیا کہ اس میں مال ہے۔ جب بچے نے حرکت کی تو حضرت آسیہ نے ایک بچہ دیکھا۔ جب حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی نظر اس پر پڑی تو اس کے لیے رحمت کے جذبات پیدا ہوئے اور اس بچے سے محبت کی۔

جب حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اس بچے کے بارے میں فرعون سے بات کی تو اس نے بچے کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت آسیہ لگاتار اس بچے کے بارے میں فرعون سے گفتگو کرتی رہیں یہاں تک کہ فرعون نے اسے چھوڑ دیا اور فرعون نے کہا مجھے خوف ہے کہ یہ بچہ بنی اسرائیل کا ہوگا اور اسی کے ہاتھ پر ہماری ہلاکت ہوگی۔ اسی اثناء میں کہ ایک روز حضرت آسیہ اس کے ساتھ کھیل رہی تھیں کہ وہ بچہ فرعون کو دیا اور کہا اسے پکڑو۔ یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ فرعون نے کہا یہ تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر وہ یہ کہتا یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو وہ ضرور آپ پر ایمان لے آتا لیکن اس نے اس سے انکار کر دیا۔ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکڑا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی داڑھی کو پکڑ لیا۔ تو فرعون نے کہا ذبح کرنے والوں کو لے آؤ، یہ وہی ہے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے کہا اسے قتل نہ کرو، ممکن ہے یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔ یہ تو ناسمجھ بچہ ہے۔ اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 34، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے یہ عمل اپنے بچپنے کی وجہ سے کیا ہے۔ میں اس کے لیے یاقوت کے زیورات اور ایک انگارہ رکھتی ہوں۔ اگر اس نے یاقوت اٹھایا تو یہ سمجھ بوجھ رکھتا ہوگا تو اسے قتل کر دینا۔ اگر اس نے انگارہ اٹھالیا تو یہ بچہ ہے حضرت آسیہ نے اس کے لیے یاقوت نکالے اور اس کے لیے انگاروں کا ایک تھال رکھا۔ حضرت جبرائیل امین آئے ان کے ہاتھ میں انگارہ رکھ دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے اپنے منہ میں پھینک دیا جس نے اس کی زبان کو جلا دیا۔ انہوں نے دودھ پلانے والی عورت کو لانے کا ارادہ کیا۔ اس نے کسی عورت کا دودھ نہ پیا۔ عورتوں نے دودھ پلانے کا مطالبہ کیا تا کہ دودھ پلانے کے عرصہ میں فرعون کے پاس رہیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دودھ پینے سے انکار کر دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن آئی۔ اس نے کہا کیا میں تمہیں ایک ایسے گھر کے بارے میں نہ بتاؤں جو اس کی کفالت کریں جبکہ وہ اس کے لیے مخلص بھی ہیں۔ لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا تو اس بچے کے گھر والوں کو جانتی ہے۔ ہمیں اس کے گھر والوں کے بارے میں بتائیے۔ اس نے کہا میں یہ تو نہیں پہچانتی لیکن وہ لوگ بادشاہ کے مخلص ہیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں آئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا دودھ پی لیا۔ وہ کہنے ہی والی تھی کہ یہ میرا بیٹا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے یہ بات کہنے سے محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (القصص:10) کا یہی مفہوم ہے کہ وہ عورت ایمان دار تھی لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (القصص:7) سدی نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام اس لیے رکھا گیا کیونکہ لوگوں نے آپ کو پانی اور درختوں کے درمیان سے پایا تھا۔ قبطی زبان میں پانی کو ''مو'' اور درخت کو ''سی'' کہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے نَتْلُوْا عَلَیْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَ فِرْعَوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس قرآن میں ان کی خبر ہے، بیشک فرعون نے زمین میں بغاوت کی ہے اور وہاں کے مکینوں کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دیا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِیَعًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ ایک طائفہ کو غلام بناتا ہے، ایک طائفہ کو قتل کرتا ہے اور ایک طائفہ کو زندہ رہنے دیتا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ وہ سرکنڈے لانے کا حکم دیتا۔ پھر انہیں چیرا جاتا یہاں تک کہ انہیں چھری کی طرح بنا دیا جاتا۔ پھر انہیں ایک دوسرے کے برابر رکھا جاتا پھر وہ بنی اسرائیل کی حاملہ عورتوں کے پاس لایا جاتا۔ انہیں اس پر کھڑا کر دیا جاتا۔ وہ ان کے قدموں کو کاٹتا یہاں تک کہ عورت حمل گرا دیتی۔ وہ ان کے قدموں کے درمیان پڑا رہتا۔ وہ اسے روندتی اور سرکنڈے کی تیز دھار سے بچتی۔ جب وہ انہیں تکلیف دینے میں انتہاء کو پہنچ گیا یہاں تک کہ اس نے اسی سلسلہ میں اسراف سے کام لیا۔ وہ انہیں تباہ کیے جا رہا تھا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 34-33 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 486، دار الکتب العلمیہ بیروت

اسے کہا گیا تو نے لوگوں کو فنا کر دیا ہے اور نسل قطع کر دی ہے جبکہ وہ تیرے خالو اور چچے ہیں۔ اب حکم دے کہ ایک سال بچوں کو وہ قتل کریں اور ایک سال وہ زندہ رہنے دیں۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی ولادت اس سال ہوئی جس سال وہ بچوں کو زندہ رہنے دیتا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اس سال ہوئی جس میں وہ بچوں کو قتل کرتا تھا۔ حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک سال بڑے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارادہ کیا اور بنی اسرائیل کو اس مصیبت سے چھٹکارے کا ارادہ کیا جس میں وہ مبتلا تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی طرف یہ وحی کی: اَنْ اَرْضِعِیْهِ (القصص:7)

وَ نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَىٕمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَۙ۝ وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَ نُرِیَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ۝

''اور ہم نے چاہا کہ احسان کریں ان لوگوں پر جنہیں کمزور بنا دیا گیا تھا ملک (مصر) میں اور بنا دیں انہیں پیشوا اور بنا دیں انہیں (فرعون کے تاج وتخت کا) وارث۔ اور تسلط بخشیں انہیں سرزمین (مصر) میں اور ہم دکھائیں فرعون اور ہامان اور ان کی فوجوں کو ان کی جانب سے (وہی خطرہ) جس کا وہ اندیشہ کیا کرتے تھے۔''

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام اور آپ کی اولاد ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا سے مراد بنو اسرائیل ہیں اَىٕمَّةً سے مراد معاملات کے نگران ہیں الْوٰرِثِیْنَ سے مراد یعنی وہ فرعون اور اس کی قوم کے بعد زمین کے مالک ہوں گے۔ مَّا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ یعنی قوم جن سے ڈرتی تھی۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ فرعون کی قوم کے بعد زمین کے مالک ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ نُرِیَ فِرْعَوْنَ کے بارے میں یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ایک قیافہ شناس نے فرعون کے لیے یہ قیافہ لگایا تھا کہ اس سال ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہارا ملک برباد کر دے گا۔ فرعون اسی قیافہ شناس کے قول کی وجہ سے بطور احتیاط بنو اسرائیل کے بچوں کو ذبح کرتا تھا اور عورتوں کو زندہ رہنے دیتا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے عمال معین کیے ہیں: وَ نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 35، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 486، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَ لَا تَخَافِیْ وَ لَا تَحْزَنِیْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّ حَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕیْنَ ۝

''اور ہم نے الہام کیا موسیٰ کی والدہ کی طرف کہ اسے (بے خطر) دودھ پلاتی رہ۔ پھر جب اس کے متعلق تمہیں اندیشہ لاحق ہو تو ڈال دینا اسے دریا میں اور نہ ہراساں ہونا اور نہ غمگین ہونا۔ یقیناً ہم لوٹا دیں گے اسے تیری طرف اور ہم بنانے والے ہیں اسے رسولوں میں سے۔ پس (دریا سے) نکال لیا اسے فرعون کے گھر والوں نے تا کہ (انجام کار) وہ ان کا دشمن اور باعث رنج والم بنے۔ بیشک فرعون، ہامان اور ان کے لشکری خطا کار تھے۔''

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى کا معنی یہ ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف اس کام کا الہام کیا جو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس میں ڈالا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ان کی طرف وحی آنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل میں ڈالا۔ یہ نبوت والی وحی نہیں۔ آپ کی والدہ نے اسے تابوت میں رکھا اور اسے سمندر میں پھینک دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبد الرحمٰن حبلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی جب آپ کی والدہ نے آپ کو جنا۔ جب انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خوف ہوا تو چابی تابوت کے ساتھ رکھ دی اور تابوت کو سمندر میں پھینک دیا۔ فرعون کی بیٹی نے تابوت کی طرف جلدی کی جس کو برص کا مرض تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پایا جبکہ آپ بچے تھے۔ اس نے اسے پکڑا تو اسے برص کے مرض سے نجات مل گئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس سے فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب تجھے یہ خوف ہو کہ تیرے پڑوسی اس کی آواز سنیں گے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ان کی والدہ نے آپ کو باغ میں رکھا۔ وہ ہر روز ایک دفعہ آپ کے پاس آتی اور آپ کو دودھ پلاتی اور ہر رات ایک دفعہ آتی اور آپ کو دودھ پلاتی۔ یہ دودھ آپ کو کافی ہوتا۔ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ جب وہ چار ماہ کے ہو گئے اور چیخے اور اس سے زیادہ دودھ کی خواہش کی۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہ مطلب ہے فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 487، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَلَا تَخَافِىْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ سمندر سے اس کے بارے میں خوف نہ کرو اور نہ ہی اس کے فراق پر غم کرو۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا کی یہ تفسیر نقل کی ہے تاکہ دین میں ان کا دشمن ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے جو انہیں تکلیف پہنچنے والی تھی اس پر غم کا باعث ہو۔(2)

وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَ لَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ⑨

''اور کہا فرعون کی بیوی نے (اے میرے سرتاج!) یہ بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کے لیے ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرنا۔ شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے اپنا فرزند بنالیں وہ (اس تجویز کے انجام کو) نہ سمجھ سکے۔''

امام ابن جریر نے محمد بن قیس سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کی بیوی نے کہا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور تیری آنکھوں کی بھی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو۔ فرعون نے کہا تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں۔ محمد بن قیس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر فرعون یہ کہتا میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک تو یہ دونوں کے لیے ایسا ہی ہوتا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا جب فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اس پر رحمت غالب آگئی جبکہ انہیں اس بات کا شعور ہی نہیں تھا کہ ان کی ہلاکت اس کے ہاتھ اور زمانے میں ہوگی۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آل فرعون اس بات کا شعور ہی نہیں رکھتے تھے کہ یہ ان کا دشمن ہے۔(5)

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں اس بات کا شعور نہیں کہ انہیں انجام کار کیا مصیبت پہنچے گی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں شعور ہی نہیں ہوگا کہ ان کی ہلاکت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ہوگی۔(6) واللہ اعلم۔

وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ⑩

''اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہوگیا۔ قریب تھا کہ وہ ظاہر کردے اس راز کو اگر ہم نے مضبوط نہ کردیا ہوتا اس کے دل کو تاکہ وہ بنی رہے اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر یقین کرنے والی۔''

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 40　3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 41
4۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 42-41　5۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 42　6۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ دنیا کی تمام چیزوں کے سے بے نیاز ہوگئیں، اگر ذکر کرتیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کرتیں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رویت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوا ہر ذکر سے حضرت موسیٰ کی والدہ کا دل خالی ہوگیا۔ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ قریب تھا کہ وہ کہہ اٹھتی اے میرے بیٹے۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ان کا دل ہر چیز سے خالی ہوگیا۔(2)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غم کے علاوہ ان کی والدہ کا دل دنیا و آخرت کی ہر چیز سے فارغ ہوگیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یاد کے سوا ہر شے سے خالی ہوگیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مغیث بن سمی یا ابی عبیدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریب تھا کہ وہ شدت غم کی وجہ سے کہہ دیتی کہ یہ اس کا بیٹا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ اس کے دل کو مضبوط نہ کرتا۔

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۡ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱﴾

"اور اس نے کہا موسیٰ کی بہن سے کہ اس کے پیچھے پیچھے ہولے۔ پس وہ اسے دیکھتی رہی دور سے اور وہ اس (حقیقت کو) نہ سمجھتے تھے۔"

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کہا اس کے پیچھے پیچھے جا۔ جُنُبٍ کا معنی جانب ہے۔(3)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے پیچھے پیچھے جا اور دیکھ کہ اس کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے۔ اس نے دور سے دیکھا اور فرعونیوں کو پتہ ہی نہ چل سکا کہ یہ ان کا دشمن ہے۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کی والدہ نے آپ کی بہن سے کہا اس کے نشانات پر جا۔ اس نے دیکھا جبکہ وہ ان سے اپنے آپ کو دور رکھنے والی تھی۔ انہیں احساس تک نہ تھا کہ یہ اس کی بہن ہے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یوں دیکھ رہی تھی گویا وہ اس کا ارادہ نہیں رکھتی۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 45-43، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 44
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 441 (3529)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 48-47
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 448، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام یواخید اور ماں کا نام یحانذ تھا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے تاریخ دمشق میں حضرت ابوداؤد سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں تیرے ساتھ ساتھ حضرت مریم بنت عمران، حضرت کلثوم، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن اور حضرت آسیہ زوجہ فرعون کو میری بیویاں بنایا ہے۔ حضرت خدیجہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت خدیجہ نے خوشحالی اور بیٹوں کی دعا کی۔

امام طبرانی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری شادی حضرت مریم بنت عمران، حضرت کلثوم جو حضرت موسیٰ کی بہن ہیں اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ آپ کو مبارک ہو۔

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِن قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ﴿١٢﴾ فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾

''اور ہم نے حرام کردیں اس پر ساری دودھ پلانے والیاں اس سے پہلے تو موسیٰ کی بہن نے کہا کیا میں پتہ دوں تمہیں ایسے گھر والوں کا جو اس کی پرورش کریں تمہاری خاطر اور وہ اس بچہ کے خیر خواہ بھی ہوں گے۔ تو (اس طرح) ہم نے لوٹا دیا اس کو اس کی ماں کی طرف تاکہ اسے دیکھ کر اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور (اس کے فراق میں) غمزدہ نہ ہو اور وہ یہ بھی جان لے کہ بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے لیکن اکثر (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔''

امام فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِن قَبْلُ کی تفسیر یہ ہے کہ آپ کے پاس کوئی بھی دودھ پلانے والی نہیں لائی جاتی جسے آپ قبول کرتے۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ کسی عورت کے پستان کو قبول نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اپنی ماں کی طرف لوٹ آئے۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے کہا میں تمہیں ایسے گھر کے بارے میں نہ بتاؤں جو اس کی کفالت کریں۔ تو انہوں نے کہا تو انہیں پہچانتی ہے۔ تو آپ کی بہن نے کہا میں نے بادشاہ مراد لیا ہے یعنی وہ لوگ بادشاہ کے مخلص ہیں۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جو عورت بھی آپ کے پاس لائی جاتی تو وہ اس کا پستان نہ پکڑتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ماں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ حضرت موسیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 49، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 50

علیہ السلام کو آپ کی طرف لوٹائے گا اور رسول بنائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ ایسا ہی کیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو عمران جونی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو ہر روز اجرت کے طور پر ایک دینار دیتا۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے مراسیل میں حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے جو لوگ جہاد کرتے ہیں اور انعام لیتے ہیں یعنی اپنے دشمن پر قوی ہوتے ہیں ان کی مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں جیسی ہے جو اپنے بچے کو دودھ پلاتی اور اجر لیا کرتی۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۴

"اور جب پہنچ گئے موسیٰ علیہ السلام اپنے شباب کو اور ان کی نشو ونما مکمل ہو گئی تو ہم نے انہیں حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کاروں کو۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور محاملی امالی میں مجاہد سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اَشُدَّهٗ سے مراد تینتیس (33) سال کی عمر اور اسْتَوٰۤى سے مراد چالیس (40) سال کی عمر کو پہنچنا ہے۔(2)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ کتاب المعمرین میں حضرت کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اَشُدَّهٗ سے مراد اٹھارہ سال کی عمر سے تیس سال کی عمر اور اسْتَوٰۤى سے مراد تیس سال کی عمر سے چالیس سال کی عمر ہے۔ جب وہ چالیس کی عمر سے بڑھ جاتا ہے تو گھاٹے میں پڑ جاتا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَشُدَّهٗ سے مراد تینتیس سال اور اسْتَوٰۤى سے مراد چالیس سال حُكْمًا سے مراد فقہ اور عقل اور عِلْمًا سے مراد نبوت ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو قبیصہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسْتَوٰۤى سے مراد داڑھی کا نکلنا ہے۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کی ہے کہ اَشُدَّهٗ سے مراد تینتیس اور اسْتَوٰۤى سے مراد چالیس سال کی عمر ہے۔

وَ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ٞ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 50-49، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 51
3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 52-51
4۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 51

شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۗ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ⑮

''وہ شہر میں داخل ہوئے اس وقت جب بے خبر سو رہے تھے اس کے باشندے۔ پس آپ نے پایا وہاں دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے ہوئے یہ ایک ان کی جماعت سے تھا اور یہ دوسرا ان کے دشمنوں سے۔ پس مدد کے لیے پکارا آپ کو اس نے جو آپ کی جماعت سے تھا اس کے مقابلہ میں جو آپ کے دشمن گروہ سے تھا۔ تو سینہ میں گھونسا مارا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اور اس کا کام تمام کر دیا۔ آپ نے فرمایا: یہ کام شیطان کی انگیخت سے ہوا ہے بیشک وہ کھلا دشمن ہے بہکا دینے والا۔''

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون اپنی سواری پر سوار ہوا۔ اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے آپ کو بتایا گیا فرعون تو سوار ہو کر چلا گیا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے سوار ہو گئے۔ اسے قیلولہ کے وقت ایسی جگہ آ گیا جسے منف کہتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نصف النہار کے وقت وہاں داخل ہوئے جبکہ بازار بند ہو چکے تھے۔ راستے میں کوئی بھی نہ تھا۔ یہی وہ وقت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نصف النہار کو داخل ہوئے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نصف النہار کے وقت شہر میں داخل ہوئے جبکہ لوگ قیلولہ کر رہے تھے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دوپہر کو قیلولہ کے وقت داخل ہوئے جبکہ لوگ سو رہے تھے۔ یہ وقت لوگوں کی غفلت کا وقت ہوتا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حِيْنِ غَفْلَةٍ سے مراد مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حِيْنِ غَفْلَةٍ سے مراد مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت ہے۔ دوسروں نے کہا دوپہر کا وقت ہے۔ ابن عباس نے کہا ان میں سے ایک۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ سے مراد اسرائیلی اور هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ سے مراد قبطی ہے۔ تو اسرائیلی نے قبطی کے خلاف آپ سے مدد طلب کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھونسا مارا تو وہ مر گیا۔ یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے بڑا گراں گزرا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 52 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 489 (2201)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی نے آپ سے مدد طلب کی۔ فرعون فارس سے اور اصطخر سے تعلق رکھتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ہتھیلی کو جمع کر کے گھونسا مارا۔ (1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسے ڈنڈا مارا اور قتل کا ارادہ نہ کیا تھا۔ (2)

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مکا مارا تھا وہ فرعون کا نان بائی تھا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن عمران! مجھے اپنی عزت کی قسم! جسے تو نے مکا مارا اور قتل کر دیا ہے اگر اس نے ایک لمحہ بھی دن اور رات کے اعتراف کیا ہوتا کہ میں اس کا خالق اور رازق ہوں تو میں اس جرم میں تجھے عذاب کا مزا چکھاتا لیکن میں نے تجھے اس معاملہ میں معاف کر دیا کیونکہ اس نے دن اور رات کے ایک لمحہ میں بھی میرا اعتراف نہیں کیا کہ میں اس کا خالق اور رازق ہوں۔ (3)

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ فَاغۡفِرۡ لِیۡ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۶﴾

"آپ نے عرض کی میرے پروردگار! میں نے ظلم کیا اپنے آپ پر پس بخش دے مجھے، تو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اسے۔ بیشک وہی غفور رحیم ہے۔"

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ کسی نبی کے لیے یہ زیبا نہیں کہ حکم ہونے سے پہلے قتل کرے۔ ابھی انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا کہ انہوں نے قتل کر دیا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ کے نبی نے یہ پہچان لیا تھا کہ اس سے بچ نکلنے کی کیا راہ ہے۔ آپ نے نکلنے کی راہ کا ارادہ کیا تو اپنے گناہ کو اپنے رب کے ہاں نہ پایا۔ بعض لوگوں نے کہا مقدور کی جہت سے گناہ نہ پایا۔

قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ فَلَنۡ اَكُوۡنَ ظَهِیۡرًا لِّلۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۷﴾

"عرض کرنے لگے میرے رب! مجھے ان انعامات کی قسم جو تو نے مجھ پر فرمائے! اب میں ہرگز مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔"

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے فَلَنۡ اَكُوۡنَ ظَهِیۡرًا لِّلۡمُجۡرِمِیۡنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ میں کبھی بھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 55، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ (2202)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ کتاب الزہد، صفحہ 95، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اگر اس کے بعد میں اس کے فجور پر مدد کروں تو میں ظالم کی حیثیت سے مدد کروں گا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبید اللہ بن ولید رصافی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے اپنے کاتب بھائی کے بارے میں پوچھا کہ وہ امور مملکت کے کسی کام کی ذمہ داری نہیں لیتا مگر جو چیز خزانہ میں داخل ہوتی ہے اور جو چیز خارج ہوتی ہے اسے لکھتا ہے۔ اگر اپنے قلم کو چھوڑتا ہے (معاوضہ چھوڑتا ہے) تو اس پر قرض ہو جاتا ہے اور اس کے خلاف بہتان قائم ہو جاتا ہے۔ اگر اپنے کام کا معاوضہ لیتا ہے تو وہ غنی ہو جاتا ہے۔ عطاء نے پوچھا کس کے لیے وہ کتابت کا کام کرتا ہے؟ کہا خالد بن عبد اللہ قسری کے لیے۔ فرمایا: کیا تو نے وہ بات نہیں سنی جو ایک صالح آدمی نے کہی رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ؟ اس پر کوئی الزام نہیں ہوگا۔ اسے اپنے قلم کی مزدوری چھوڑ دینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اسے رزق عطا فرمائے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو حنظلہ جابر بن حنظلہ کاتب ضبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عامر سے کہا: اے ابو عمرو! میں کاتب ہوں جو چیز خزانہ میں داخل ہوتی ہے اور اس سے نکلتی ہے میں اسے لکھ لیتا ہوں۔ اس کام کے دراہم لیتا ہوں جس کے ذریعے میں اور میرے گھر والے غنا محسوس کرتے ہیں۔ پوچھا شاید تو خون بہا کو لکھتا ہے؟ جواب دیا نہیں شاید جو مال لیا جاتا اسے لکھنا ہوگا۔ شاید تو اس گھر کے بارے میں لکھتا ہوگا جو گرایا جاتا ہے؟ کہا نہیں۔ فرمایا کیا تو نے وہ قول نہیں سنا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ حضرت عامر نے کہا میں نے حضرت ابن عمر کے پہلو میں عصر کی نماز پڑھی، میں نے رکوع میں انہیں یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سلمہ بن نبیط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد الرحمٰن بن مسلم نے ضحاک کی طرف آدمی بھیجا کہ اہل بخارا کے عطیات لے جاؤ اور انہیں دو کہا مجھے معاف کر دو۔ ضحاک لگاتار معافی کی درخواست کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں معاف کر دیا۔ آپ کے بعض ساتھیوں نے کہا آپ چلے جاتے تو کیا حرج تھا۔ انہیں عطیات عطا کرتے جبکہ آپ پر کوئی گناہ بھی نہیں ہوتا؟ انہوں نے کہا میں ظالموں کے کسی معاملہ میں بھی مددگار رہنا پسند نہیں کرتا۔

فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ۭ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝۱۸ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ڰ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 57، دار احیاء التراث العربی بیروت

مَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾

''پھر آپ نے صبح کی اس شہر میں ڈرتے ہوئے اس انتظار میں کہ کیا ہوتا ہے۔ تو اچانک وہی شخص جس نے کل ان سے مدد طلب کی تھی آج پھر انہیں مدد کے لیے پکارتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسے فرمایا بیشک تو کھلا ہوا گمراہ ہے۔ پس جب آپ نے ارادہ کیا کہ جھپٹ پڑیں اس پر جو ان دونوں کا دشمن تھا۔ وہ کہنے لگا اے موسیٰ! کیا تو چاہتا ہے کہ مجھے بھی قتل کر ڈالے جیسے کل تو نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ تو نہیں چاہتا بجز اس کے کہ تو ملک میں بڑا جابر بن جائے اور تو نہیں چاہتا کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے پکڑے جانے سے ڈرتے ہوئے صبح کی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے يَّتَرَقَّبُ کا معنی یہ نقل کیا ہے: دائیں بائیں دیکھتے ہوئے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وحشت کھاتے ہوئے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہی آدمی مدد کے لیے پکارنے لگا جس نے کل مدد کے لیے پکارا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی آدمی نے پکارا جس نے پہلے مدد کے لیے پکارا تھا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الاستصراخ سے مراد مدد طلب کرنا ہے کہا استنصار اور استصراخ کا معنی ایک ہی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی طرف بڑھے تو اس آدمی نے گمان کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے قتل کر دیں گے۔ وہ کہنے لگا اے موسیٰ! آپ مجھے بھی قتل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں جیسے تو نے کل ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا۔ ایک قبطی جوان دونوں کے قریب تھا۔ اس نے ان کے راز کو افشاء کر دیا۔ (1)

ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آپ کی قوم سے تعلق رکھتا تھا اس نے یہ گمان کیا کہ آپ اسے مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کے قول اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ کا یہی مفہوم ہے۔ آپ نے پہلے جس آدمی کو مار ڈالا تھا اس کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہ تھا یہ بات ان دونوں کے دشمن نے سن لی اور اس کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کر دیا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے دو آدمیوں کو قتل کیا وہ جابر ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ (2)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 490، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اس وقت تک جابر نہیں بن سکتا یہاں تک کہ دو آدمیوں کو قتل نہ کرے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابی عمران جونی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبابرہ کی نشانی یہ ہے کہ ناحق قتل کریں۔

وَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰی ٘ قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآىِٕفًا یَّتَرَقَّبُ ٘ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۱﴾

''اور آیا ایک آدمی شہر کے دوسرے گوشہ سے دوڑتا ہوا، اس نے (آکر) بتایا اے موسیٰ! سردار لوگ سازش کررہے ہیں آپ کے بارے میں کہ آپ کو قتل کرڈالیں اس لیے نکل جایئے (یہاں سے) بیشک میں آپ کا خیر خواہ ہوں۔ پس آپ نکلے وہاں سے ڈرتے ہوئے (اپنی گرفتاری کا) انتظار کرتے ہوئے، عرض کی: میرے رب! بچالے مجھے ظلم وستم کرنے والوں سے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رَجُلٌ سے مراد فرعون کی قوم کا مومن ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت شعیب جبائی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آدمی جس نے یہ بتایا تھا کہ سردار آپ کے بارے میں مشورہ کررہے ہیں اس کا نام شمعون تھا۔(1)

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یَسْعٰی کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ کام کاج کرتا تھا۔ وہ سردار نہیں تھا۔ اس کا نام حزقیل تھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قبطی گیا۔ اس نے راز افشاء کردیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہی وہ آدمی قتل کیا تھا۔ فرعون نے اس کی تلاش کا حکم دیا اور کہا اسے پکڑو کیونکہ اس نے ہماری قوم کے ایک فرد کو قتل کیا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلاش کررہے تھے۔ انہوں نے کہا راستوں کی گھاٹیوں میں سے اسے تلاش کرو کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نوجوان ہیں راستہ سے آگاہ نہیں۔(1)

حضرت موسیٰ علیہ السلام راستہ کی گھاٹیوں میں پہنچے۔ ایک آدمی آیا۔ اس نے آپ کو بتایا کہ قوم کے سرادار آپ کے بارے میں مشورہ کررہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نجات کے لیے دعا کی۔ جب آپ راستہ کی گھاٹی میں پہنچے تو ایک فرشتہ آیا جو ایک گھوڑے پر سوار تھا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے دیکھا تو خوف سے سجدہ کیا۔ اس فرشتے نے کہا مجھے سجدہ نہ کرو بلکہ میرے پیچھے پیچھے چلو۔ آپ اس کے پیچھے چلنے لگے۔ اس فرشتے نے مدین کی طرف آپ کی راہنمائی کی۔

فرشتہ چلتا رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدین لے آیا۔ جب شیخ کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام پہنچے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 61 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 489، دار الکتب العلمیہ بیروت

تمام واقعہ سنایا تو انہوں نے کہا نہ ڈرو، تم ظالم قوم سے نجات پاچکے ہو۔ اس شیخ نے اپنی ایک بیٹی کو حکم دیا کہ وہ عصا لے آئے۔ یہ عصا وہ تھا جسے ایک فرشتے نے انسانی صورت میں آ کر بطور امانت دیا تھا۔ وہ بیٹی داخل ہوئی۔ وہ عصا لیا اور اسے لے آئی۔ جب شیخ نے اسے دیکھا تو اپنی بیٹی سے کہا کوئی اور لا۔ اس بچی نے اسے پھینک دیا کسی اور کی تلاش کرنے لگی۔ اس کے ہاتھ میں وہی لگتا۔ وہ شیخ اسے بار بار لوٹاتے۔ ہر بار اس بچی کے ہاتھ میں وہی عصا آتا۔ جب شیخ نے یہ دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وصیت کی۔ وہ عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس عصا کے ذریعے بکریاں چراتے رہے۔ پھر شیخ شرمندہ ہوئے اور کہا وہ عصا تو ودیعت تھا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملنے کے لیے نکل پڑے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو کہا مجھے عصا دے دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: یہ میرا عصا ہے اور عصا دینے سے انکار کر دیا دونوں آپس میں جھگڑ پڑے۔ پھر دونوں اس بات پر راضی ہوگئے کہ دونوں کو جو پہلا آدمی ملے وہ اسے ثالث بنانے پر راضی ہیں۔

فرشتہ چلتے ہوئے ان کے پاس آیا اس نے دونوں کے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ اس عصا کو زمین پر رکھو، جو اسے اٹھالے گا یہ اسی کا ہوگا۔ شیخ نے اسے اٹھانے کی کوشش کی مگر اٹھانے کی طاقت نہ رکھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ سے اسے پکڑا تو اسے اٹھالیا۔ شیخ نے عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے چھوڑ دیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ دس سال تک بکریاں چراتے رہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے رَجُلٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ ایک مومن تھا جو فرعون کی قوم سے تعلق رکھتا تھا وہ دوڑتا ہوا آیا۔ آپ اس شہر سے نکل پڑے جبکہ یہ خوف بھی تھا کہ تلاش کرنے والے پکڑ ہی نہ لیں۔

وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾

''اور جب آپ روانہ ہوئے مدین کی جانب (تو دل میں) کہنے لگے امید ہے میرا رب میری رہنمائی فرمائے گا سیدھے راستہ کی طرف۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے چار راستے آئے۔ آپ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کس راستے پر چلیں تو عرض کناں ہوئے عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ تو پھر مدین کا راستہ اپنایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مدین ایک چشمہ ہے جس پر حضرت شعیب علیہ السلام رہتے تھے۔ (1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سَوَآءَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 64، دار احیاء التراث العربی بیروت

السَّبِيْلِ کا معنی سیدھا راستہ کیا ہے وہ مدین کا راستہ تھا۔(1)

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَوَآءَ السَّبِيْلِ سے مراد سیدھا راستہ ہے اور کہا اس روز زمین پر رہنے والے لوگوں میں سے بہترین لوگ آپس میں ملے تھے وہ حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام تھے۔

امام احمد نے زہد میں کعب بن علقمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون سے بھاگتے ہوئے نکلے تو دعا کی اے میرے رب! مجھے تاکیدی حکم ارشاد فرمایئے۔ فرمایا میں تجھے تاکیدی حکم دیتا ہوں کہ تو کسی چیز کو بھی میرے ہم پلہ قرار نہیں دے گا بلکہ مجھے تو اس پر ترجیح دے گا کیونکہ جو ایسا نہ ہو نہ میں اس پر رحم کرتا ہوں اور نہ اسے پاکیزہ کرتا ہوں۔ عرض کی اے رب! کس چیز کے ساتھ۔ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ کیونکہ اس نے تجھے کمزوری پر کمزوری کے ساتھ اٹھایا ہے۔ عرض کی: پھر کس چیز کے ساتھ۔ فرمایا: اگر میں تجھے اپنے بندوں کے معاملات کا تجھے ذمہ دار بناؤں تو ان کی ضروریات کے ضمن میں انہیں نہ تھکا؛ اگر تو ایسا کرے گا تو میری روح کو تھکائے گا۔ بیشک میں دیکھنے والا، سننے والا اور مشاہدہ کرنے والا ہوں۔(2)

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۟ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٜ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ٝ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ٚ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ٝ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 64، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 87، دار الکتب العلمیہ بیروت

''اور جب آپ مدین کے پانی پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں پر لوگوں کا انبوہ ہے جو (اپنے مویشیوں کو) پانی پلا رہا ہے اور دیکھیں اس انبوہ سے الگ تھلگ دو عورتیں کہ اپنے ریوڑ کو روکے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا تم کیوں اس حال میں کھڑی ہو۔ ان دونوں نے کہا ہم نہیں پلا سکتیں جب تک چرواہے اپنے مویشیوں کو لیکر واپس نہ چلے جائیں اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں۔ تو آپ نے پانی پلا دیا ان (کے ریوڑ) کو پھر لوٹ کر سایہ کی طرف آگئے اور عرض کرنے لگے میرے مالک! واقعی میں اس خیر و برکت کا جو تو نے میری طرف اتاری ہے محتاج ہوں۔ کچھ دیر بعد آئی آپ کے پاس ان دونوں میں سے ایک خاتون شرم و حیا سے چلتی ہوئی (اور آکر) کہا میرے والد تمہیں بلاتے ہیں تاکہ تم نے ہماری بکریوں کو جو پانی پلایا ہے اس کا تمہیں معاوضہ دیں۔ پس جب آپ ان کے پاس آئے اور اپنا واقعہ ان کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے (تسلی دیتے ہوئے) کہا ڈرو نہیں، تم بچ کر نکل آئے ہو ظالموں (کے پنجہ) سے۔ ان دو میں سے ایک خاتون نے کہا میرے (محترم) باپ! اسے نوکر رکھ لیجئے بیشک بہتر آدمی جس کو آپ نوکر رکھیں وہ ہے جو طاقتور بھی ہو دیانت دار بھی ہو۔ آپ نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں بیاہ دوں تمہیں ایک ان اپنی دو بچیوں سے بشرطیکہ تو میری خدمت کرے آٹھ سال تک۔ پھر اگر تم پورے کرو دس سال تو یہ تمہاری اپنی مرضی اور میں نہیں چاہتا کہ تم پر سختی کروں۔ تو پائے گا مجھے اگر اللہ نے چاہا نیک لوگوں سے (جو وعدہ ایفا کرتے ہیں)۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے پاگئی ان دو میعادوں سے جو میعاد میں گزار دوں تو مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ جو قول و قرار ہم نے کیا اس پر نگہبان ہے۔''

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خوفزدہ ہو کر اور بھوکے نکلے۔ آپ کے پاس زادراہ بھی نہ تھا یہاں تک کہ مدین کے چشمہ پر پہنچے۔ وہاں لوگوں کی ایک جماعت تھی جو جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ دو عورتیں اپنی بکریوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے پوچھا تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ دونوں نے کہا ہم اس وقت تک جانوروں کو پانی نہیں پلا سکتیں یہاں تک کہ چرواہے چلے جائیں جبکہ ہمارا والد بوڑھا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا تمہارے قریب بھی کوئی چشمہ ہے؟ دونوں نے کہا نہیں مگر ایک کنواں ہے جس پر ایک پتھر ہے جس نے کنویں کو ڈھانپ رکھا ہے جس کو اٹھانے کی کسی کو طاقت نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: دونوں چلو اور مجھے دکھاؤ۔ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چلیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے پتھر ہٹا دیا اور اسے کنویں سے دور کر دیا پھر ان کے جانوروں کے لیے ایک ہی ڈول نکالا اور ریوڑ کو پانی پلا دیا۔ پھر پتھر اسی جگہ رکھ دیا۔ پھر آپ سائے کی طرف چل دیے اور عرض کی رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ۔ ان دونوں بچیوں نے آپ کی بات سن لی۔ دونوں اپنے باپ کے پاس گئیں۔ باپ نے دونوں کے جلدی واپس آنے پر تعجب کا اظہار کیا۔ دونوں بچیوں سے پوچھا بچیوں نے بتایا۔ حضرت شعیب نے ایک کو کہا جاؤ اسے بلا لاؤ۔ وہ بچی حضرت موسیٰ علی السلام کے پاس آئی اور کہا

میرا باپ تجھے بلاتا ہے تاکہ تجھے اس عمل کی اجرت دے جو تو نے ہمارے ریوڑ کو پانی پلایا ہے۔ تو وہ بچی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے چلنے لگی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا میرے پیچھے چلو کیونکہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہوں۔ میرے لیے تجھے دیکھنا حلال نہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حرام کر دیا ہے۔ مجھے میرے راستہ کے بارے میں بتاؤ۔

اس بچی کے والد نے بچی سے کہا تو نے اس کی قوت اور امانت کے بارے میں کیا دیکھا ہے؟ تو بچی نے ساری بات بتائی بچی نے کہا جہاں تک اس کی قوت کا تعلق ہے اس نے پتھر کو اکیلے ہی الٹا دیا ہے جبکہ اس پتھر کو لوگوں کی ایک جماعت الٹ سکتی تھی۔ جہاں تک اس کی امانت کا تعلق ہے اس نے کہا میرے پیچھے چلو اور مجھے راستہ بتاتی چلو کیونکہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کا ایک فرد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیز حرام کی ہے وہ مجھے حلال نہیں۔ حضرت ابن عباس سے کہا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کونسی مدت پوری کی؟ فرمایا جس میں زیادہ نیکی اور جوان میں سے زیادہ پوری تھی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مدین کے چشمہ پر پہنچے تو وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو پایا جو جانوروں کو پانی پلا رہے تھے جب وہ پانی پلانے سے فارغ ہوئے تو کنویں پر پتھر رکھ دیا۔ اسے دس آدمی ہی اٹھا سکتے تھے جبکہ وہ صرف دو عورتیں تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ دونوں نے بتایا حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پاس پہنچے اور اکیلے ہی اسے اٹھا دیا۔ پھر جانوروں کو پانی پلایا۔ آپ نے صرف ایک ڈول ہی نکالا تھا کہ تمام ریوڑ کو پانی پلا دیا۔

دونوں عورتیں اپنے والد کے پاس آئیں ان سے گفتگو کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سایہ کی طرف چل دیے اور یوں اللہ کے حضور التجا کی رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ایک بچی حیا کا پیکر بن کر آئی۔ اپنا کپڑا چہرے پر ڈالی ہوئی تھی۔ وہ ان جری خواتین کی طرح نہ تھی جو مردوں کے پاس بے باک چلی آتی ہیں۔ عورت نے کہا میرا باپ تجھے بلاتا ہے تاکہ جو تو نے ریوڑ کو پانی پلایا ہے اس کا تمہیں اجر دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: میرے پیچھے پیچھے چلو اور راستہ بتاتی جاؤ کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ ہوا تیرے کپڑے کو لگے اور تیرے جسم کی حالت کو بیان کر دے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے والد کے پاس پہنچے تو سب واقعہ سنایا تو ان میں سے ایک نے کہا: اے والد! اسے اجرت پر رکھ لو کیونکہ جس کو آپ اجرت پر رکھ رہے ہیں وہ طاقتور اور امین ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے پوچھا اے بیٹی! اس کی امانت اور اس کی قوت کے بارے میں تجھے کس نے بتایا؟ بچی نے کہا اس کی قوت تو یہ ہے اس نے پتھر اٹھا لیا جسے دس آدمی مل کر اٹھاتے ہیں۔ جہاں تک اس کی امانت کا تعلق ہے تو اس نے کہا میرے پیچھے چلو اور مجھے راستہ بتاتی جاؤ کیونکہ میں اسے ناپسند کرتا ہو کہ تیرے کپڑوں کو ہوا لگے اور تیرے جسم کی ساخت کو بیان کر دے۔ اس چیز نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت شعیب علیہ السلام کی رغبت میں اضافہ کر دیا۔ اور کہا میں ارادہ کرتا ہوں کہ ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تجھ سے کر دوں۔ ان شاء اللہ تو مجھے صالح لوگوں میں سے پائے گا یعنی جو میں نے بات کہی ہے اچھی سنگت والا اور وعدہ

پورا کرنے والا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں جو مدت بھی پوری کروں تو اس کے بعد مجھ پر کوئی زیادتی نہ کی جائے گی۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا ٹھیک ہے۔ کہا ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر اللہ نگہبان ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی کی شادی آپ سے کردی اور اپنے پاس ٹھہرالیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کی خدمت کے لیے کافی ہو گئے۔ بکریاں چرانے کی ان کی خدمت کرتے اور دوسرا کوئی کام ہوتا تو وہ بھی بجالاتے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت صفوراسے آپ کی شادی کی۔ ان کی بہن کا نام شرفا تھا۔ یہی دونوں پہلے ریوڑ چراتی تھیں۔(1)

امام احمد نے زہد میں ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی الہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کنویں پر پہنچے تو کمزوری کی وجہ سے ان کے پیٹ سے سبزیوں کی سبزی دکھائی دے رہی تھی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف نکلے جبکہ مصر اور مدین کے درمیان آٹھ دنوں کا فاصلہ تھا۔ آپ کا کھانا درختوں کے پتے تھے۔ آپ ننگے پاؤں نکلے تھے۔ آپ وہاں پہنچے تو قدم کا موزہ بھی گر گیا تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مدین تک کا فاصلہ پینتیس (35) دنوں کا تھا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اُمَّةً سے مراد کچھ لوگ اور خَیْرٍ سے مراد کھانا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان دونوں کے نام یہ تھے: لیا، صفورا، ان دونوں کی چار چھوٹی بہنیں تھیں جو ریوڑ کو چھوٹے چشموں سے پانی پلاتی تھیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ تَذُوْدٰنِ کا معنی ہے وہ روکتی تھیں۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دونوں اپنے ریوڑ کو روکے رکھتی تھیں۔ یہاں تک کہ لوگ فارغ ہو جائیں اور کنواں ان کے لیے خالی ہو جائے۔(3)

ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ انتظار کرتیں کہ حوض میں جو بچا ہوا پانی ہے۔ اس سے اپنے ریوڑ کو سیراب کریں۔

عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یصدر کو یاء کے ضمہ اور رعاء کو راء کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ترین مخلوق تھے اور اب وہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے محتاج تھے۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے آپ کا پیٹ آپ کی پشت کے ساتھ لگا ہوا تھا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، باب ماذکرنی موسیٰ علیہ السلام، جلد 6، صفحہ 334 (28842)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 66، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روٹی کے ایک ٹکڑے کا سوال کیا جس کے ذریعے بھوک سے نجات حاصل کریں اور اپنی ریڑھ کی ہڈی کو مضبوط کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون سے بھاگے تو انہیں بھوک نے آلیا۔ ان کی انتڑیاں کپڑوں کے باہر سے دیکھی جاسکتی تھیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں عورتوں کے جانوروں کو پانی پلایا، پھر سائے کی طرف گئے اور عرض کی رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ کہا اس روز وہ کھجور کی ایک مٹھی کے محتاج تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ کہا اس روز انہیں سیر کردے۔

امام فریابی اور امام احمد نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے صرف کھانے کا سوال کیا جو انہیں کھلادے۔

امام فریابی اور امام احمد نے حضرت ابراہیم تیمی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے ساتھ نہ کوئی روٹی تھی اور نہ کوئی درہم تھا۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی الہذیل کی سند سے حضرت عمر بن خطاب سے تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ آئی تو اپنی قمیص کی آستین سے اپنے چہرے کو ڈھانپے ہوئے تھی۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی الہذیل رحمہ اللہ سے موقوف روایت نقل کی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مطرف بن شخیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم! اگر اللہ کے نبی کے ہاں کوئی چیز ہوتی تو آپ اس کے دودھ ملے پانی (2) کے گھونٹ کا پیچھا نہ کرتے لیکن مشقت نے آپ کو اس پر مجبور کر دیا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابو حازم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو شام کے کھانے کا وقت تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کھاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کیا تو بھوکا نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ لیکن مجھے خوف ہے کہ یہ بکریوں کو پانی پلانے کا عوض ہو جبکہ میں ایسے خاندان سے تعلق رکھتا ہو کہ ہم زمین بھر سونا بھی آخرت کے عمل کے عوض نہیں چاہتے۔ حضرت شعیب نے فرمایا: نہیں اللہ کی قسم! لیکن یہ میرا اور میرے آباء کا معمول ہے، ہم مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیٹھ گئے اور کھانا کھالیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو واقعات سنائے تھے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہتے ہیں وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 71، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ در منثور میں یہاں عبارت میں انقطاع ہے۔ (مترجم)

شعیب ہے، وہ شعیب نہیں بلکہ ان دنوں وہ کنویں کا مالک تھا۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صاحب اثرون تھا جو حضرت شعیب علیہ السلام کا بھتیجا تھا۔

ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سسر کا نام یثربی تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مزدوری پر رکھا تھا۔ اس کا نام یثرب تھا جو مدین کا مالک تھا۔ (1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ابو مرہ کی کنیت کو ناپسند کرتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کا نام صفیرا بنت یثرون تھا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْقَوِیُّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو پتھر اس کنویں کے منہ پر پڑا ہوا تھا۔ اسے ہٹا دیا اور ان کے جانوروں کو پانی پلایا۔ الْاَمِیْنُ جب ان کے جانوروں کو پانی پلایا تو اپنی نظروں کو نیچا رکھا۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعد میں ہونے والی بیوی نے کہا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ٘ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ تو باپ نے پوچھا تو نے اس کی کیا قوت دیکھی ہے؟ تو اس عورت نے کہا وہ کنویں کی طرف آیا جبکہ اس کنویں پر ایک پتھر تھا۔ اسے اتنے اتنے آدمی بھی نہیں اٹھا سکتے تھے۔ تو اس نے اس پتھر کو اٹھا دیا۔ پوچھا تو نے اس کی کیا امانت دیکھی ہے؟ کہا میں اس کے سامنے چل رہی تھی تو اس نے مجھے اپنے پیچھے کر دیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ اس نے بڑی سے نکاح کیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلا لائی تھی۔ اس کا نام صفورا تھا۔ اس کا والد حضرت شعیب علیہ السلام کا بھتیجا تھا جس کا نام رعاویل تھا۔ مجھے ایک سچے آدمی نے خبر دی ہے کہ کتاب میں اس کا نام یثرون تھا جو مدین کا کاہن تھا۔ کاہن سے مراد عالم ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت نوف شامی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس عورت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک بچہ جنا جس کا نام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جرشمہ رکھا۔

امام ابن ماجہ، بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے عقبہ بن منذر سلمی سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو آپ نے سورۂ طس پڑھی یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ تک پہنچے اور کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ سال یا دس سال اپنی پاکدامنی اور کھانے پر مزدوری کی۔ جب مدت پوری کر دی عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے کونسی مدت پوری کی تھی؟ فرمایا: جو ان میں سے زیادہ قسم کو پوری کرنے والی اور کامل تھی۔ جب حضرت شعیب علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے علیحدہ ہونے کا ارادہ کیا تو اپنی بیوی سے کہا کہ وہ اپنے باپ سے سوال

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 74، دار احیاء التراث العربی بیروت

کرے کہ وہ اپنے ریوڑ میں سے کچھ اسے دے دے، جن کے ساتھ وہ زندگی گزار سکیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی کو وہ بکریاں دیں جنہوں نے اسی سال بدلے رنگوں والے بچے جنے تھے۔ آپ کا ریوڑ سیاہ رنگ کا حسین تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا کی طرف گئے۔ اس کی ایک طرف کو بلند کیا۔ پھر اسے حوض کی پست جگہ پر رکھ دیا۔ پھر ریوڑ کو لے آئے اور انہیں پانی پلایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حوض کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس سے کوئی بکری واپس نہ جاتی مگر اس کے پہلو میں ایک ایک بکری کھڑی کرتے۔ انہوں نے نشوونما پائی اور تین گنا ہو گئیں۔ ان سب نے بدلے رنگوں والے بچے جنے یعنی اپنی ماں کے رنگ پر نہ تھے مگر ایک بکری یا دو بکریوں نے۔ ان میں سے کوئی بکری ایسی نہ تھی جس کا دودھ دوہے بغیر ہی بہتا رہتا ہو۔ ان میں سے کوئی ایسی بکری بھی نہ تھی جس کے تھن کا سوراخ تنگ ہو اور نہ ہی کوئی ایسی بکری تھی جس کا دودھ کم ہو اور نہ ہی کوئی ایسی بکری تھی جس کا تھن زائد ہو اور نہ ہی کوئی ایسی بکری تھی جس کے تھن چھوٹے ہوں جسے ہتھیلی گرفت میں نہ لے سکے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم شام کے ملک میں جاؤ تو ان بکریوں میں سے باقی ماندہ بکریاں دیکھو گے۔ یہی سامریہ ہیں۔

حضرت ابن لہیعہ نے کہا فشوش سے مراد وہ بکری ہے جس کے تھن کا سوراخ کھلا ہوا ہو، اس کا دودھ خود بخود بہتا رہتا ہو ضبوب سے مراد وہ بکری ہے جس کی کھیری لمبی ہو اور سوراخ تنگ ہو۔ غزور سے مراد جس کی کھیری چھوٹی ہو اور ثفول یا ثعول سے مراد جس کی کھیری پستان کی دو بھٹنیوں کی طرح اور کشمہ سے مراد وہ بکری ہے جس کی کھیری اتنی چھوٹی ہو کہ ہاتھ اسے نہ پہنچ سکے۔

امام ابن جریر نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی کو اس مدت کی طرف متوجہ کیا جو ان دونوں کے درمیان طے ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی نے کہا ہر بکری جو اپنے رنگ پر بچہ جنے گی تو تیرے لیے اس رنگ کی بکریاں ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قصد کیا اور پانی پر ایک ڈھانچہ سا لگا دیا۔ جب بکریوں نے وہ ڈھانچہ دیکھا وہ یکبارگی پھریں تو سب نے چتکبرے بچے جنے سوائے ایک بکری کے وہ سال ان سب کے رنگ لے گیا۔ (1)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عبد بن حمید، امام بخاری، ابن منذر اور ابن مردویہ نے مختلف طرق سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی تھی؟ فرمایا ان میں سے جو زیادہ اور پاکیزہ تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا رسول کوئی بات کرتا ہے تو اسے کر گزرتا ہے۔ (2)

امام بزار، ابو یعلیٰ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل امین سے پوچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی تھی؟ حضرت جبرائیل امین نے جواب دیا ان دونوں میں سے جو زیادہ مکمل تھی۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یوسف بن سرح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 82، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 335 (31847)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 442 (3532)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کون سی مدت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوری کی تھی؟ حضور ﷺ نے جبرائیل امین سے سوال کیا تو حضرت جبرائیل امین نے عرض کیا مجھے تو اس کا کچھ علم نہیں۔ حضرت جبرائیل امین نے اپنے سے بلند مرتبہ فرشتے سے سوال کیا۔ اس نے جواب دیا مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ پھر اس فرشتے نے اپنے رب سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اس مدت کو پورا کیا جس میں قسم کو زیادہ پورے کرنا کا تصور تھا۔ زیادہ تقویٰ والی تھی اور زیادہ پاکیزگی کا باعث تھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت علی بن عاصم کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہ سے وہ حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سوال کیا۔ دونوں مدتوں میں سے کس مدت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا کیا؟ حضرت ابو سعید خدری نے کہا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ جبرائیل امین سے پوچھوں۔ حضرت جبرائیل امین نے کہا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ حضرت میکائیل سے پوچھوں۔ حضرت میکائیل سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ رفیع سے پوچھوں اس نے بلند مرتبہ فرشتے سے پوچھا۔ اس نے جواب دیا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ اسرافیل سے پوچھوں۔ انہوں نے حضرت اسرافیل سے پوچھا۔ تو انہوں نے جواب دیا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک اللہ تعالیٰ سے پوچھوں۔ حضرت اسرافیل نے بلند آواز سے پوچھا اے عزت وشان والے! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سے مدت پوری کی ہے؟ فرمایا: دونوں مدتوں میں سے کامل اور پاکیزہ یعنی دس سال۔ علی بن عاصم نے کہا ابو ہارون۔ جب یہ حدیث بیان کرتے تو فرماتے مجھے ابوسعید خدری نبی کریم ﷺ سے وہ جبرائیل امین وہ میکائیل سے وہ رفیع سے وہ اسرافیل سے وہ اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں مدتوں میں سے جو مکمل اور پاکیزہ یعنی دس سال کی مدت پوری کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا دونوں مدتوں میں سے کس مدت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا کیا؟ فرمایا: ان میں سے جو زیادہ مکمل تھی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جبرائیل امین نے کہا اے محمد! اگر یہودی آپ سے سوال کریں کہ دونوں مدتوں میں سے کس مدت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا کیا؟ تو کہنا ان میں سے جو زیادہ مکمل تھی۔ اگر وہ آپ سے پوچھیں کہ کس سے آپ نے شادی کی؟ تو کہنا ان میں سے چھوٹی سے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تجھ سے یہ پوچھا جائے کہ دونوں مدتوں میں سے کس مدت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا کیا؟ تو کہنا جو ان میں سے بہترین اور زیادہ قسم پوری کرنے والی تھی۔ جب تجھ سے پوچھا جائے کس عورت سے آپ نے شادی کی؟ تو کہنا ان دونوں میں سے جو چھوٹی تھی یہی آئی تھی اور کہا تھا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ٘ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ پوچھا تو نے اس کی کیا قوت دیکھی؟ تو اس نے کہا تھا اس نے بھاری پتھر پکڑا اور کنویں پر ڈال دیا۔ پوچھا تو نے اس کی کیا امانت دیکھی؟ اس نے کہا میرے پیچھے چلو اور میرے سامنے نہ چلو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی؟ فرمایا: ان میں سے جو زیادہ لمبی اور پاکیزہ تھی۔

امام بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کس مدت کو پورا کیا؟ فرمایا: ان میں سے جو زیادہ قسم کو پورا کرنے والی اور کامل تھی۔ اگر تجھ سے پوچھا جائے کس عورت سے آپ نے شادی کی؟ تو کہنا ان میں سے جو چھوٹی تھی۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کونسی مدت پوری کی؟ فرمایا: میں عنقریب جبرائیل امین سے پوچھوں گا۔ حضور ﷺ نے جبرائیل امین سے پوچھا تو جبرائیل امین نے کہا عنقریب میں میکائیل سے سوال کروں گا۔ حضرت میکائیل سے پوچھا تو کہا میں عنقریب اسرافیل سے پوچھوں گا تو انہوں نے کہا میں رب العالمین سے پوچھوں گا۔ حضرت اسرافیل نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا تو کہا وہ مدت جو قسم کو زیادہ پوری کرنے والی اور کامل تھی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت مقسم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت حسن بن علی بن ابی طالب سے ملا۔ میں نے اس سے کہا دونوں مدتوں میں سے کون سی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوری کی پہلی یا دوسری؟ فرمایا دوسری۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے سسر کے قول پر اللہ تعالیٰ نگہبان ہے۔

فَلَمَّا قَضٰی مُوْسَی الْاَجَلَ وَ سَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

"پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے مقررہ مدت پوری کر دی اور (وہاں سے) چلے اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر تو آپ نے دیکھی طور کے ایک طرف آگ آپ نے اپنے اہل خانہ سے کہا تم ذرا ٹھہرو، میں نے آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید میں لے آؤں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر یا آگ کی کوئی چنگاری تاکہ تم اسے تاپ سکو۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْاَجَلَ کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ دس سال پھر اس کے بعد دس سال اور ٹھہرے رہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مدت پوری کر لی تو اپنی اہلیہ کو لے کر چل پڑے۔ پھر راستہ بھول گئے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 335 (31846)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

موسم سردیوں کا تھا۔ آپ کے لیے آگ بلند کی گئی۔ جب اسے دیکھا تو گمان کیا یہ آگ ہے جبکہ وہ اللہ کا نور تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے کہا امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اگر میں تمہارے پاس کوئی خبر نہ لاؤں تو میں تمہارے پاس آگ لے آؤں گا تا کہ تم سردی سے بچاؤ کے لیے اسے تاپو۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اٰنَسَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ محسوس کیا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا یعنی میں نے آگ محسوس کی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ کا یہ معنی ہے: شاید میں کوئی ایسا آدمی پاؤں جو راستہ کے بارے میں میری راہنمائی کرے وہ راستہ بھول چکے تھے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جَذْوَةٍ کا معنی شہاب نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے جَذْوَةٍ کا معنی درخت کی جڑ نقل کیا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے جَذْوَةٍ کا معنی درخت کی جڑ نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے جَذْوَةٍ کا معنی درخت کی جڑ نقل کیا ہے جس کی ایک طرف آگ تھی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے جَذْوَةٍ کا معنی ایندھن کی لکڑی جس میں آگ ہو نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے جَذْوَةٍ کو جیم کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابو عبید، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ملیح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں میمون بن مہران کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ تجارت کی غرض سے روانہ ہونے پر الوداعی ملاقات کروں۔ فرمایا: تو اس امر سے مایوس نہ ہونا کہ تجھے اس سفر میں دین کی وہ چیز حاصل ہو جو اس سے افضل ہو جو تو دنیاوی ملاقات کی امید رکھتا ہے کیونکہ ملکہ سبا گھر سے چلی تھی جبکہ اسے اپنے ملک سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے بھی بہتر چیز کی طرف نکالا۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کی ہدایت نصیب فرمائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام گھر سے تو اس لیے چلے تھے کہ گھر والوں کے لیے آگ لائیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر چیز کی طرف نکالا۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمائی۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جس کی تو امید کرتا ہے اس کی بنسبت جس کی امید نہیں رکھتا اس کے لیے زیادہ امید رکھنے والا ہو جا کیونکہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام اس لیے نکلے تھے کہ آگ لائیں واپسی پر لوٹے تو نبوت کے مقام پر فائز ہو چکے تھے۔

فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 493 (2213)، دار الکتب العلمیہ بیروت

''پس جب آپ وہاں گئے تو ندا آئی وادی کے دائیں کنارہ سے اس بابرکت مقام میں ایک درخت سے کہ اے موسیٰ! بلاشبہ میں ہی ہوں اللہ جو رب العالمین ہے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ سے مراد ہے کہ یہ ندا آسمان دنیا سے تھی۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایمن سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دائیں جانب ہے جو طور کے نزدیک ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ندا درخت کی دائیں جانب تھی اور ندا آسمان سے آئی تھی۔ اس کلام میں تقدیم و تاخیر ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ درخت کی دائیں جانب آواز دی گئی۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الشَّجَرَةِ سے مراد عوسجہ (کانٹے دار درخت) ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت کلبی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الشَّجَرَةِ سے مراد عوسجہ کا درخت ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ میرے سامنے اس درخت کا ذکر کیا گیا جس کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پناہ لی تھی۔ میں ایک دن اور ایک رات چلتا رہا یہاں تک کہ صبح کے وقت وہاں پہنچا، کیا دیکھتا ہوں وہ ببول کا درخت ہے، سرسبز و شاداب ہے، پتوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھا اور اپنے اونٹ کو اس کی طرف مائل کیا جبکہ وہ بھوکا تھا۔ اس نے منہ بھر کر اس سے خوراک لی۔ منہ میں گھماتا رہا مگر اسے نگل نہ سکا۔ پھر اسے باہر پھینک دیا۔ میں نے نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھا۔ پھر میں واپس آ گیا۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت نوف بکالی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادی ایمن کے کنارے سے ندا کی گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کون ہے جو ندا کر رہا ہے؟ فرمایا میں تیرا عظمتوں والا رب ہوں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوبکر ثقفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کے وقت درخت کے پاس پہنچے جبکہ وہ سرسبز و شاداب تھا جبکہ آگ اس میں آ جا رہی تھی۔ وہ آگ لینے کے لیے گئے تو وہ آپ سے دور ہو گیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام گھبرا گئے۔ تو وادی ایمن کی ایک جانب سے ندا کی گئی۔ کہا درخت کی دائیں جانب سے آپ آواز سے مانوس ہوئے۔ عرض کی: تو کہاں ہے تو کہاں ہے؟ کہا گیا میں تیرے اوپر ہوں۔ عرض کی: میرا رب ہے؟ فرمایا ہاں۔

وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿٣١﴾ اُسْلُكْ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 493 (2214)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 630 (4103)، دار الکتب العلمیہ بیروت

يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ٘ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ
مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ
كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ
يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً
يُّصَدِّقُنِيْٓ ٘ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ
بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَ
مَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا
هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ
مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ
عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾

"اور (ذرا) ڈال دو (زمین پر) اپنے عصا کو۔ اب جو اسے دیکھا تو وہ اس طرح لہرا رہا تھا جیسے وہ سانپ ہو۔ آپ پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (آواز آئی) اے موسیٰ! سامنے آؤ اور ڈرو نہیں، یقیناً تم (ہر خطرہ سے) محفوظ ہو ڈالو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں، وہ نکلے گا سفید (چمکتا ہوا) بغیر کسی تکلیف کے اور رکھ لے اپنے سینہ پر اپنا ہاتھ خوف دور کرنے کے لیے۔ تو یہ دو دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں (کی طرف لے جانے) کے لیے، بیشک وہ نافرمان لوگ ہیں۔ آپ نے عرض کی میرے رب! میں نے تو قتل کیا تھا ان سے ایک شخص کو۔ پس میں ڈرتا ہوں کہیں وہ مجھے قتل نہ کر ڈالیں۔ اور میرا بھائی ہارون وہ زیادہ فصیح ہے مجھ سے گفتگو کرنے میں تو اسے بھیج میرے ساتھ میرا مددگار بنا کر تا کہ وہ میری تصدیق کرے۔ میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم مضبوط کریں گے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور ہم عطا کریں گے تمہیں ایسا غلبہ (اور شوکت) کہ وہ تمہیں (اذیت) نہیں پہنچا سکیں گے۔ ہماری نشانیوں کے باعث تم دونوں اور تمہارے پیروکار ہی غالب آئیں گے۔ پھر جب آئے فرعونیوں کے پاس موسیٰ (علیہ السلام) ہماری روشن نشانیاں لے کر انہوں نے کہا نہیں ہے یہ مگر جادو گھڑا ہوا اور ہم نے نہیں سنیں اس قسم کی باتیں اپنے پہلے آباؤ اجداد کے زمانہ میں اور موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو اس کی بارگاہ سے (نور) ہدایت لے کر آیا ہے اور وہی جانتا ہے کہ

اس کا انجام اچھا ہوگا۔ بیشک بامراد نہیں ہوتے ظلم وستم کرنے والے۔"

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝۳۱ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّ اضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ کے بارے میں کہا یہ تقدیم قرآن میں سے ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جَنَاحَكَ کا معنی اپنا ہاتھ نقل کیا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَّ اضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ کا معنی اپنے ہاتھ کو بازو کے نیچے کرلو۔ مِنَ الرَّهْبِ یعنی خوف سے، بُرْهَانٰنِ یعنی عصا اور ہاتھ رِدْاً یعنی مدد، سُلْطٰنًا حجت۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَّلَمْ يُعَقِّبْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ خوف کی وجوہ سے نہ مڑا۔ فِيْ جَيْبِكَ یعنی اپنی قمیص کے گریبان میں۔ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ یعنی اسے برص کا مرض نہیں ہوگا۔ مِنَ الرَّهْبِ یعنی رعب کی وجہ سے، بُرْهَانٰنِ تیرے رب کی جانب سے دو آیتیں ہیں رِدْاً یعنی میری مدد۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے الرَّهْبِ کو تخفیف کے ساتھ اور راء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے اور فَذٰنِكَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

عبد بن حمید نے عبداللہ بن کثیر اور قیس سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ کو نون ثقیلہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْۤ کا مفہوم ہے تاکہ وہ میری تصدیق کریں۔

ابن ابی حاتم نے ابن وہب کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں نافع بن ابی نعیم نے بتایا کہ میں نے مسلم بن جنید سے اللہ تعالیٰ کے فرمان رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْۤ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا رِدْاً کا معنی زیادتی ہے، کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

وَاَسْمَرَ خَطِيٍّ كَاَنَّ كعوبه نوى الْقَصَب قَدْ اَرْدٰى ذِرَاعاً عَلٰى عَشْرِ

"کتنے ہی گندم گوں خطی نیزے ہیں جس کے پورے گنے کے پوروں کی طرح ہیں اور ان کی لمبائی دس ذراع سے بھی زیادہ ہے"۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عَضُدَ کا معنی مددگار بتایا۔ حضرت نافع رحمہ اللہ نے پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے شعر نہیں سنا:

فِيْ ذِمَّةٍ مِّنْ اَبِيْ قَابُوْسٍ مُنْقِذَةٍ لِلْخَائِفِيْنَ وَ مَنْ لَيْسَتْ لَهٗ عَضُدٗ

"ابو قابوس کی طرف سے ایسے ذمہ میں جو ڈرنے والوں اور جن کا کوئی مددگار نہ ہو اسے بچانے والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دل فرعون کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت

خوف سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کو دیکھتے تو یوں دعا کرتے ''اَللّٰھُمَّ اَدْرَاُبِكَ فِیْ نَحْرِهٖ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ'' اے اللہ! اس کے قتل کرنے سے تیری مدد لیتا ہوں اور اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں جو خوف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ کے دل کو خالی کر دیا۔ اسے فرعون کے دل میں رکھ دیا۔ جب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتا تو یوں پیشاب کرتا جیسے گدھا پیشاب کرتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کے سامنے آتے تو آپ کی دعا اور غزوۂ حنین کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور ہر مصیبت زدہ کی دعا یہ ہے ''كُنْتَ وَتَكُوْنُ وَاَنْتَ حَیٌّ لَا تَمُوْتُ، تَنَامُ الْعُیُوْنُ وَتَكْدِرُ النُّجُوْمُ وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ، لَا تَاْخُذُكَ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ، یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ'' تو ہمیشہ سے ہے، تو ہمیشہ سے رہے گا، تو زندہ ہے، تجھے موت نہیں آئے گی، آنکھیں سو جاتی ہیں اور ستارے بے نور ہو جاتے ہیں، تو حی و قیوم ہے، تجھے اونگھ اور نیند نہیں آتی، یا حی یا قیوم۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾

''یہ (سن کر) فرعون نے کہا اے اہل دربار! میں تو نہیں جانتا کہ تمہارے لیے میرے سوا کوئی اور خدا ہے۔ پس آگ جلا میرے لیے اے ہامان! اور اس پر اینٹیں پکوا میرے لیے ایک اونچا محل تعمیر کر، شاید (اس پر چڑھ کر) میں سراغ لگا سکوں موسیٰ کے خدا کا۔ اور میں تو اس کے بارے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ جھوٹا ہے۔ اور تکبر کیا اس نے اور اس کی فوجوں نے زمین میں ناحق اور وہ یہ گمان کرتے رہے کہ انہیں ہماری طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔''

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب فرعون نے کہا يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! تیرے بندے نے سرکشی کی ہے اسے ہلاک کرنے کی مجھے اجازت دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل: وہ میرا بندہ ہے، اس کی وہ اجل مجھ پر سبقت نہیں لے جائے گی جو اجل میں نے اس کے لیے مقرر کی ہے یہاں تک کہ وہ اجل آ جائے۔ جب اس نے کہا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (النازعات) فرمایا: اے جبرائیل! تیری روح کو سکون ہو گیا ہے، میرے بندے نے بغاوت کی ہے، اب اس کی ہلاکت کا وقت آ گیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو باتیں جو فرعون نے کی تھیں يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ اور اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى۔ ان دو باتوں کے

درمیان چالیس سال کا عرصہ حائل تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی پکڑ کی۔ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى (النازعات)

امام ابن عبدالحکم رحمہ اللہ نے فتوح مصر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمیں حضرت اسد رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن عبداللہ رحمہ اللہ سے انہوں نے ایک محدث سے جس نے حدیث بیان کی ہے کہ ہامان ایک قبطی تھا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہامان! کچی اینٹوں پر آگ روشن کرو تا کہ وہ پکی ہوئی اینٹیں بن جائیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہامان وہ پہلا شخص ہے جس نے اینٹیں پکائیں۔(1)

ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: فرعون وہ پہلا شخص ہے جس نے اینٹیں پکائیں اور اس کے لیے مینار تیار کیا گیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون وہ پہلا شخص ہے جس نے پکی اینٹیں بنوائیں اور اس سے عمارت تعمیر کرائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ مٹی پر آگ جلاؤ تا کہ وہ پکی اینٹیں بن جائیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اس کے لیے مینار بنا دیا گیا تو وہ اس پر چڑھا۔ اس نے تیر لانے کا حکم دیا۔ اس نے آسمان کی طرف تیر مارا۔ تیر واپس پلٹا جبکہ وہ خون سے آلودہ تھا۔ تو فرعون نے کہا میں نے حضرت موسیٰ کے معبود کو قتل کر دیا ہے۔

فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَ اَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾

''پس ہم نے پکڑ لیا اسے اور اس کے لشکریوں کو پھر پھینک دیا انہیں سمندر میں۔ دیکھو! کیسا (ہولناک) انجام ہوا ظلم و ستم کرنے والوں کا۔ اور ہم نے بنایا تھا انہیں ایسے پیشوا جو بلا رہے تھے (اپنی رعایا کو) آگ کی طرف اور روز حشر ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ اور ہم نے ان کے پیچھے اس دنیا میں بھی لعنت لگا دی اور قیامت کے دن بھی ان کا شمار ملعونوں میں ہوگا۔''

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْيَمِّ کا معنی سمندر نقل کیا ہے: وہ سمندر جسے ساف کہتے ہیں جو مصر سے آگے ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں غرق کیا۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 493 (2217)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے سردار بنایا جو نافرمانیوں کی طرف بلاتے ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن جریج رحمہما اللہ نے وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ قیامت کے روز ایک اور لعنت ہوگی پھر ان کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ دنیا و آخرت میں ان پر لعنت کی گئی۔ یہ آیت بھی معنی میں اس آیت وَاَتْبَعُوْا فِي الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ کی طرح ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآىِٕرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾

”اور ہم نے دی موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب اس کے بعد کہ ہم نے ہلاک کر دیا تھا پہلی (نافرمان) قوموں کو (یہ کتاب) لوگوں کے لیے بصیرت افروز اور سراپا ہدایت و رحمت تھی تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔“

امام بزار، ابن منذر، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سے تورات زمین پر نازل ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے کسی قوم، جماعت، امت اور بستی والوں کو ہلاک نہیں کیا سوائے اس بستی والوں کے جنہیں بندروں کی صورت میں مسخ کر دیا گیا۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف نہیں دیکھا۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى (1)۔

امام بزار، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت ابو سعید خدری سے ایک موقوف روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بَصَآىِٕرَ کا معنی دلائل نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے بَصَآىِٕرَ کا معنی ہدایت نقل کیا ہے: ان کے دلوں میں جو گناہ ہیں۔ ان سے بَصَآىِٕرَ کا معنی ہدایت نقل کیا ہے۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾

”اور آپ نہیں تھے (طور) کی مغربی سمت میں جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف (رسالت کا) حکم بھیجا اور نہ آپ گواہوں میں شامل تھے۔ لیکن ہم نے پیدا فرمائیں کئی قومیں (یکے بعد دیگرے) اور کافی لمبا عرصہ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 442 (3536)، دارالکتب العلمیہ بیروت

گزر گیا ان پر (اور انہوں نے عہد خداوندی بھلا دیا) اور آپ اہل مدین میں مقیم نہ تھے۔ تا کہ آپ پڑھ کر سناتے ہوں انہیں ہماری آیتیں لیکن ہم ہی رسول بنا کر بھیجنے والے تھے۔''

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ پہاڑ کی مغربی جانب۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے ثَاوِیًا کا معنی مقیم نقل کیا ہے۔

وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَیْنَا وَ لٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾

''اور آپ (اس وقت) طور کے کنارہ پر بھی نہ تھے جب ہم نے (موسیٰ کو) ندا فرمائی۔ لیکن یہ آپ کے رب کی محض رحمت ہے (کہ اس نے آپ کو ان حالات پر آگاہ کر دیا) تا کہ آپ (قہر الٰہی سے) ڈرائیں اس قوم کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈرانے والا آپ سے پہلے شاید وہ نصیحت قبول کریں۔''

امام فریابی، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ندا کی گئی: اے امت محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تجھے سوال کرنے سے پہلے عطا کیا ہے، تمہاری دعا کرنے سے پہلے تمہیں قبول کر لیا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک اور سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ندا کی کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔ پھر سورۂ قصص میں یہ آیت نازل فرمائی وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَیْنَا۔

امام ابن مردویہ، ابونعیم نے دلائل میں ابو نصر سجزی نے ابانہ میں اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا کہ ندا کیا ہے اور رحمت کیا ہے؟ فرمایا: وہ ایسی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنے سے دو ہزار پہلے لکھوا دی۔ پھر اسے عرش پر ندا کی اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میری رحمت میرے غضب سے سبقت لے گئی ہے۔ میں نے تمہیں سوال کرنے سے پہلے عطا کیا۔ تمہیں مغفرت طلب کرنے سے پہلے بخش دیا۔ جو تم میں سے مجھے اس حال میں ملا کہ وہ ''لا اله اِلا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ'' کی سچے دل سے گواہی دیتا تھا تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔

امام ختلی رحمہ اللہ نے دیباج میں حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل مرفوع روایت نقل کی ہے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 494 (2318)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 96

امام ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے ذکر نے جسے مجھ سے سوال کرنے سے غافل کر دیا تو میں اسے اس کے سوال کرنے سے پہلے عطا کروں گا۔ حضور ﷺ کی امت کو ندا کی گئی اے محمد! ﷺ کی امت تم نے ہم سے دعا نہیں کی مگر ہم نے تمہاری دعا کو قبول کر لیا اور تم نے ہم سے سوال نہیں کیا مگر ہم نے تمہیں عطا کر دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: جب اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور سینا میں ہم کلامی کے شرف سے نوازا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! کیا تیری بارگاہ میں مجھ سے زیادہ بھی معزز ہے؟ تو نے مجھ سے سرگوشی کی اور کلام کا شرف عطا فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں محمد! ﷺ میری بارگاہ میں تجھ سے بھی معزز ہیں۔ حضرت موسیٰ نے عرض کی: اگر حضرت محمد ﷺ آپ کی بارگاہ میں زیادہ معزز ہیں تو کیا حضور ﷺ کی امت بھی بنی اسرائیل سے زیادہ معزز ہے۔ تو نے ان کے لیے سمندر کو پھاڑا، فرعون اور اس کے ظلم سے نجات عطا فرمائی اور انہیں من وسلویٰ کھلایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں حضرت محمد ﷺ کی امت بنی اسرائیل سے زیادہ معزز ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے اللہ! وہ مجھے دکھا۔ فرمایا: تو انہیں نہیں دیکھ سکتا، اگر تو چاہے تو ان کی آواز تجھے سنا سکتا ہوں۔ عرض کی: جی ہاں میرے اللہ۔ ہمارے رب نے ندا کی اے حضرت محمد ﷺ کی امت! اپنے رب کو جواب دو انہوں نے جواب دیا جبکہ وہ اپنے آباء کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں تھے۔ جو قیامت تک آنے والے تھے سب نے عرض کی! ''لَبَّيْكَ اَنْتَ رَبُّنَا حَقًّا وَّنَحْنُ عَبِيْدُكَ حَقًّا'' ہم حاضر ہیں، تو ہمارا برحق رب ہے اور ہم تیرے برحق بندے ہیں۔ فرمایا: تم نے سچ کہا میں تمہارا رب ہوں اور تم میرے برحق بندے ہو۔ میں نے تمہاری دعا سے پہلے ہی تمہیں بخش دیا ہے اور تمہارے سوال کرنے سے پہلے ہی عطا کر دیا ہے۔ تم میں سے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کے ساتھ مجھے ملے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت ابن عباس نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آپ کو اور آپ کی امت کو جو عطا فرمایا اس احسان کے ذکر کا ارادہ فرمایا تو فرمایا وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابونصر سجزی رحمہم اللہ نے الابانہ میں حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے محمد! ﷺ تو اس وقت طور کی ایک جانب نہیں تھا جب ہم نے تیری امت کو ندا کی جبکہ وہ اپنے آباء کی پشتوں میں تھے کہ جب میں تجھے مبعوث کروں تو تم آپ پر ایمان لانا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا کی تو اس وقت آپ وہاں نہیں تھے بلکہ یہ تمہارے رب کی رحمت ہے جو ہم نے تم پر یہ واقعہ بیان کیا۔

وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا

جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۫ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾

"(اور اس کی وجہ یہ ہے) کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب پہنچے انہیں کوئی مصیبت ان اعمال کے باعث جو انہوں نے کیے ہیں تو وہ یہ نہ کہنے لگیں کہ اے ہمارے رب! کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول تا کہ ہم پیروی کرتے تیری آیات کی اور ہم ہو جاتے ایمان لانے والوں سے۔ پھر جب آ گیا ان کے پاس حق ہماری جناب سے تو وہ کہنے لگے کیوں نہ دیئے گئے انہیں اس قسم کے معجزے جو موسیٰ کو دیئے گئے تھے (ان نابکاروں سے پوچھو) کیا انہوں نے انکار نہیں کیا تھا ان معجزات کا جو موسیٰ کو دیئے گئے تھے۔ انہی نے کہا (موسیٰ و ہارون) دو جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہیں۔ نیز انہوں نے کہا تھا ہم ان تمام کا انکار کرتے ہیں۔ آپ فرمایئے تم لے آؤ کوئی کتاب اللہ تعالیٰ کے پاس سے جو زیادہ ہدایت بخش ہو ان دونوں (قرآن و تورات) سے تو میں اس کی پیروی کروں گا اگر تم سچے ہوئے۔ پس اگر وہ قبول نہ کریں آپ کے اس ارشاد کو تو جان لو کہ وہ صرف اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کر رہے ہیں۔ اور کون زیادہ گمراہ ہے اس سے جو پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی رہنمائی کے بغیر۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمانہ فترہ میں ہلاک ہونے والا کہے گا اے میرے رب! میرے زمانہ میں تو نہ کتاب آئی اور نہ ہی رسول۔ پھر حضرت محمد ﷺ نے یہ آیت رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ تلاوت کی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا...... قَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اس کا مصداق اہل کتاب ہیں۔ دو کتابوں تورات اور فرقان کے بارے میں فرماتا ہے قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ یہودی قریش کو کہتے کہ تم محمد ﷺ سے پوچھو لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى اللہ تعالیٰ محمد ﷺ سے فرماتا ہے:

قریش سے کہو جنہیں اہل کتاب کہتے ہیں۔ اَوَ لَمْ یَكْفُرُوْا بِمَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا۔ یہودیوں نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے بارے میں کہا وَ قَالُوْۤا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ۔ یہودیوں نے اس کا بھی انکار کیا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مِنْ قَبْلُ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قَالُوْا ساحِران تَظٰهَرَا قرأت کرتے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ پڑھتے تھے قَالُوْا ساحِرانِ تَظٰهَرَا۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام۔

امام عبد بن حمید، بخاری نے تاریخ میں ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے سَاحِرَانِ تَظَاهَرَا الف کے ساتھ پڑھا ہے ساحران سے مراد حضرت موسیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے عکرمہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ سِحْرَانِ تَظَاهَرَا پڑھتے کہا یہ دونوں کتابیں ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا وہ کہتے ان سے مراد تورات اور فرقان ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد دو کتابیں تورات اور فرقان ہے جب ان میں سے ہر ایک کتاب نے صاحب کتاب کی تصدیق کی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عاصم جحدری سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وہ کہتے یہ دو کتابیں تورات اور فرقان ہیں۔ کیا نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَاۤ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کرتا تو یوں نہ کہتا فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ بیشک اس نے کاتبوں کا ارادہ کیا۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ پڑھتے سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا۔ کہتے یہ دو کتابیں ہیں تورات اور انجیل۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کہنے والے اللہ تعالیٰ کے دشمن یہودی ہیں جو انجیل و قرآن کے بارے میں یہ کہتے جس نے ساحران پڑھا ہے وہ اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد لیتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد الکریم ابی امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عکرمہ کو پڑھتے ہوئے سنا سِحْرَان میں نے اس کا مجاہد سے کہا کیا تو اس نے کہا بندے نے جھوٹ بولا ہے، میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اسے سَاحِرَان پڑھا، آپ نے مجھ پر عیب نہیں لگایا۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس سے

پوچھا جبکہ وہ رکن، دروازہ اور ملتزم کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے جبکہ وہ عکرمہ کے بازو پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا اُسِحْرٰنِ تَظٰهَرَا اَمْ سَاحِرٰنِ؟ میں یہ سوال بار بار دہرایا۔ عکرمہ نے کہا سَاحِرٰنِ تَظٰهَرَا اے آدمی چلا جا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِحَقٍّ سے مراد تورات اور قرآن ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِحَقٍّ سے مراد وہ چیز ہے جسے موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے۔

وَ لَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿51﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿52﴾ وَ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿53﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿54﴾ وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿55﴾

''اور ہم مسلسل بھیجتے رہے ان کی طرف اپنا کلام تا کہ وہ نصیحت قبول کریں۔ جن کو ہم نے عطا فرمائی کتاب (نزول) قرآن سے پہلے وہ اس پر ایمان لائے ہیں۔ اور جب یہ ان کے سامنے پڑھی جاتی ہے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اس کے ساتھ۔ بیشک یہ حق ہے ہمارے رب کی طرف سے، ہم اس سے پہلے ہی سر تسلیم خم کر چکے تھے۔ یہ لوگ ہیں جنہیں دیا جائے گا ان کا اجر دو مرتبہ بوجہ ان کے صبر کے اور وہ دور کرتے ہیں نیکی کے ساتھ برائی کو نیز اس مال سے جو ہم نے ان کو دیا ہے خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور جب وہ سنتے ہیں کسی بیہودہ بات کو تو منہ پھیر لیتے ہیں اس سے اور کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں۔ تم سلامت رہو۔ ہم جاہلوں (سے الجھنے) کے خواہاں نہیں ہیں۔''

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو القاسم بغوی، باوردی، ابن قانع تینوں نے معاجم صحابہ میں، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت رفاعہ قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ لَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ...... بِمَا صَبَرُوْا تک دس افراد کے بارے میں نازل ہوئیں، میں بھی ان میں سے ایک تھا۔(2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ قریش کے بارے میں نازل ہوئیں۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 495 (2222)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 104

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَلَقَدْ وَصَّلْنَا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ہم نے بیان کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بتاتا ہے کہ جو گزر چکے ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیسے سلوک کرتا ہے، انہوں نے کیسے کیا اور وہ ان کے ساتھ کیا کرنے والا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے ابو رفاعہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب میں سے دس آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لیے نکلے۔ ان میں ابو رفاعہ بھی تھا۔ وہ ایمان لائے اور انہیں اذیت دی گئی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(1)

امام بخاری نے ''تاریخ'' میں اور ابن منذر نے حضرت علی بن رفاعہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرا باپ اہل کتاب کے ان دس افراد میں سے تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ان کی تعداد دس تھی۔ جب وہ آئے تو لوگ ان سے مذاق کرنے لگے اور ان پر ہنسنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا آیت نازل فرمائی۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ...... لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ اہل کتاب کے مسلمانوں کے بارے میں نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ کے بارے میں ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ یہ اہل کتاب کے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ حق کی شریعت پر قائم تھے، اس شریعت سے احکام لیتے اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے رک جاتے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور انہیں اس پر ثابت قدم کیا۔ کہا ہمارے سامنے یہ بات کی گئی ہے کہ ان میں سے حضرت سلمان فارسی اور حضرت عبد اللہ بن سلام ہیں۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ اس کا مصداق وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے مالکوں کے ہاتھوں گھومتا رہا یہاں تک کہ میں یثرب میں پہنچا۔ اس وقت زمین میں نصاریٰ سے بڑھ کر کوئی قوم مجھے محبوب نہ تھی اور نصرانیت سے بڑھ کر کوئی دین محبوب نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے انہیں مشقت کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اسی اثناء میں کہ میں اسی طرح تھا کہ لوگوں نے کہا عربوں میں نبی مبعوث ہوا ہے۔ پھر انہوں نے کہا وہ مدینہ طیبہ آ گیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں آپ سے نصرانیوں کے بارے میں پوچھنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصاریٰ میں کوئی بھلائی نہیں اور میں نصرانیوں کو پسند نہیں کرتا۔ سلمان فارسی نے کہا میں نے آپ کو بتایا کہ میرے ساتھی نے کہا تھا اگر میں اسے پاتا اور وہ مجھے آگ میں کود جانے کا حکم دیتا تو میں اس میں کود پڑتا۔ کہا میں نصاریٰ کی محبت میں فریفتہ ہو چکا تھا۔ میں نے اپنے دل میں بھاگ جانے کا سوچا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار سونت لی تھی۔ ایک آنے والا آیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے بلاتے ہیں۔ میں نے کہا تو جا یہاں تک کہ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 104، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 105

آتا ہوں جبکہ میں اپنے دل میں بھاگ جانے کا سوچ رہا تھا۔ اس نے کہا میں تجھے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ میں تجھے آپ کے پاس لے چلوں۔ میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: اے سلمان! اللہ تعالیٰ نے تیرے عذر کے بارے میں یہ حکم نازل فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ۔

امام طبرانی اور خطیب رحمہما اللہ نے تاریخ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اہل رام ہرمز میں سے ایک تھا۔ ہم مجوسی لوگ تھے۔ اہل جزیرہ کا ایک نصرانی آدمی ہمارے پاس آیا۔ وہ ہمارے ہاں ٹھہرا اور ہمارے ہاں اپنی ایک عبادت گاہ بنالی۔ میں فارسی زبان میں لکھنے والوں میں سے تھا۔ مکتب میں میرے ساتھ ایک لڑکا ہوتا۔ جو مار کھا کر آتا جو رورہا ہوتا۔ جسے والدین مارتے۔

میں نے اس سے پوچھا تو کیوں روتا ہے؟ اس نے جواب دیا میرے والدین مجھے مارتے ہیں۔ میں نے پوچھا تیرے والدین تجھے کیوں مارتے ہیں؟ اس نے جواب دیا میں اس گرجا گھر کے پاس آتا ہوں۔ جب انہیں اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے مجھے مارا۔ اگر تو اس کے پاس آئے تو اس سے عجیب و غریب بات سنے۔ میں نے اسے کہا مجھے بھی اس کے پاس لے جانا۔ ہم اس کے پاس آئے۔ اس نے ہمیں تخلیق کے آغاز، آسمان و زمین کے آغاز، جنت اور جہنم کے بارے میں عجیب و غریب باتیں بتائیں۔ میں اس کے پاس آتا جاتا رہا۔ مدرسہ کے چند لڑکوں نے ہمارے معاملہ کو بھانپ لیا۔ وہ بھی ہمارے ساتھ آنے لگے۔

جب بستی والوں نے یہ دیکھا تو اس کے پاس آئے اور کہا اے فلاں! تو ہماری پناہ میں آیا اور ہم نے تیرے پڑوس میں سوائے اچھائی کے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ ہمارے کچھ لڑکے ہیں جو تیرے پاس آتے جاتے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ تو انہیں ہمارے خلاف کردے گا۔ ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ اس نے اس لڑکے سے کہا جو اس کے پاس آتا جاتا تھا میرے ساتھ چلو۔ اس لڑکے نے کہا میں ایسا نہیں کرسکتا۔ میرے والدین مجھ پر جو سختی کرتے رہے ہیں تو اس سے آگاہ ہے۔ میں نے کہا میں تیرے ساتھ چلتا ہوں۔ میں یتیم ہوں۔ میرا باپ نہیں۔ میں اس کے ساتھ نکل پڑا۔ ہم نے رام ہرمز کا پہاڑی راستہ اختیار کیا۔ ہم چلتے رہے، توکل کرتے رہے اور درختوں کے پھل کھاتے رہے یہاں تک کہ ہم جزیرہ میں پہنچے۔ ہم نصیبین پہنچے۔ میرے ساتھی نے کہا اے سلمان! یہاں ایسی قوم ہے جو زمین میں رہنے والے لوگوں سے زیادہ عبادت کرنے والے ہیں۔ میں انہیں ملنا پسند کرتا ہوں۔

ہم اتوار کے روز ان کے پاس آئے جبکہ وہ جمع ہو چکے تھے۔ میرے ساتھی نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے بھی اسے سلام کیا اور اسے دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا اور پوچھا تو اتنا عرصہ کہاں غائب رہا؟ اس نے جواب دیا میں فارس کے علاقہ میں اپنے دوستوں کے پاس تھا۔ اس نے ہمارے ساتھ گفتگو کی جو گفتگو کی۔ پھر میرے ساتھی نے مجھے کہا: اے سلمان! اٹھو اور چلو میں نے کہا نہیں مجھے انہیں لوگوں کے ساتھ رہنے دو۔ اس نے کہا جس کی یہ طاقت رکھتے ہیں تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ ایک اتوار سے دوسرے اتوار تک روزہ رکھتے ہیں۔ وہ رات کو نہیں سوتے۔ انہیں میں سے ایک بادشاہ کے بیٹوں میں سے ایک تھا

جس نے ملک کو چھوڑا تھا اور عبادت میں داخل ہو گیا تھا۔ میں ان لوگوں میں رہا یہاں تک کہ ہم نے شام کی اور ایک ایک کر کے اپنی غار کی طرف جانے لگے جس میں وہ رہتے تھے۔ جب ہمیں شام ہو گئی تو بادشاہ کی اولاد میں سے جو تھا اس نے کہا اس لڑکے کا تم کیا کرو گے؟ تم میں کوئی آدمی اسے ساتھ رکھ لے انہوں نے کہا تو ہی اسے ساتھ لے لے۔

اس نے مجھے کہا: اے سلمان! اٹھو وہ مجھے ساتھ لے گیا یہاں تک کہ اس غار کے پاس آیا جس میں وہ رہتا تھا۔ اس نے مجھے کہا اے سلمان! یہ روٹی ہے، یہ سالن ہے جب تجھے بھوک لگے تو اسے کھا لینا۔ جب تک چستی ہو تو روزہ رکھ لینا، جب مناسب سمجھے عبادت کر لینا اور جب سستی محسوس ہو تو سو جانا۔ پھر نماز میں شروع ہو گیا۔ اس نے مجھ سے کوئی بات نہ کی اور نہ ہی میری طرف دیکھا۔ ان سات دنوں میں غم نے مجھے آلیا۔ مجھ سے کسی نے بات نہ کی یہاں تک کہ اتوار آیا اور وہ میری طرف متوجہ ہوا۔ میں ان کے مکان کی طرف گیا جہاں وہ جمع ہوتے تھے۔ وہ ہر اتوار کو جمع ہوتے جس میں وہ افطار کرتے۔ وہ ایک دوسرے سے ملتے۔ ایک دوسرے کو سلام کرتے۔ پھر وہ اگلے اتوار تک باہم ملاقات نہ کرتے۔

میں اپنے ٹھکانے کی طرف لوٹ آیا۔ اس نے مجھے وہی بات کہی جو اس نے پہلی دفعہ کہی تھی: یہ روٹی ہے اور یہ سالن ہے۔ جب تجھے بھوک لگے تو کھانا کھا لینا، جب جسم میں چستی ہو تو روزہ رکھ لینا، جب مناسب سمجھے تو عبادت کر لینا، جب سستی چھا جائے تو سو جانا۔ پھر نماز شروع کر دی اور میری طرف متوجہ نہ ہوا اور نہ ہی اگلے اتوار تک مجھ سے گفتگو کی۔ مجھے غم نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ میں نے دل میں بھاگنے کی ٹھانی اور میں نے کہا دو اتوار یا تین اتوار صبر کرو۔ جب اتوار آیا تو ہم ان لوگوں کی طرف لوٹے۔ انہوں نے روزہ افطار کیا اور جمع ہوئے۔ اس نے کہا میں بیت المقدس کا ارادہ رکھتا ہوں۔ انہوں نے اسے کہا تو وہاں کیوں جانا چاہتا ہے؟ اس نے کہا مجھے کوئی کام نہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ کہیں تمہیں کوئی حادثہ پیش نہ آجائے تو کوئی اور تیرے اوپر قبضہ نہ کر لے جبکہ ہم پسند کرتے ہیں کہ ہم تیرے ساتھ رہیں۔ اس نے کہا اس کا کوئی وعدہ نہیں۔

جب میں نے اسے یہ بات کرتے ہوئے سنا میں نے کہا ہم سفر کریں گے اور لوگوں سے ملیں گے تو مجھ سے وہ غم جاتا رہے گا جو میں پاتا ہوں۔ میں اور وہ نکل پڑے۔ وہ ایک اتوار سے دوسرے اتوار تک روزہ رکھتا۔ تمام رات عبادت کرتا اور دن کو چلتا۔ رات جب ہم کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو وہ نماز شروع کر دیتا۔ یہی اس کا طریقہ رہا یہاں تک کہ ہم بیت المقدس جا پہنچے۔ دروازے پر ایک اپاہج آدمی تھا جو لوگوں سے سوال کر رہا تھا۔ اس نے کہا مجھے کوئی چیز عطا کیجئے۔ اس نے کہا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ ہم بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ جب بیت المقدس والوں نے اسے دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے مجھے روٹی اور گوشت کھلایا اور وہ نماز میں شروع ہو گیا۔ وہ متوجہ نہ ہوا یہاں تک کہ اگلا اتوار آ گیا۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا اور مجھے کہا اے سلمان! میرا ارادہ ہے کہ میں تھوڑا لیٹوں۔ جب سایہ فلاں جگہ پہنچے تو مجھے اٹھا دینا۔ سایہ وہاں تک پہنچ گیا تو میں نے رحم کھاتے ہوئے اسے نہ اٹھایا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ میں نے اس کی مشقت اور تھکاوٹ کو دیکھ رکھا تھا۔ وہ گھبرا کر اٹھا اور کہا اے سلمان! کیا میں نے تجھے یہ نہیں کہا تھا جب سایہ فلاں جگہ پہنچے تو مجھے اٹھا دینا؟ میں نے کہا ہاں بات اسی طرح ہے لیکن جب میں نے تیرا طریقہ دیکھا تو تیرے ساتھ رحمت نے مجھے جگانے سے روک دیا۔ اس نے کہا اے سلمان! تو ہلاک ہو، میں

اسے ناپسند کرتا ہوں کہ زمانہ میں سے کوئی وقت ایسا فوت ہو جائے جس میں میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے خیر کا عمل نہ کیا ہو۔

پھر اس نے مجھ سے کہا اے سلمان! یہ بات خوب ذہن نشین کرلو کہ آج سب سے افضل دین نصرانیت ہے۔ میں نے کہا آج کے بعد ایک ایسا دین بھی ہوگا جو نصرانیت سے بھی افضل ہوگا؟ یہ ایسی بات تھی جو میری زبان پر القاء کر دی گئی تھی اس نے کہا ہاں۔ امید ہے کہ ایک نبی مبعوث کیا جائے جو ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہیں کھائے گا۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر ہوگی۔ جب تو اسے پائے تو ان کی اتباع کرنا اور آپ کی تصدیق کرنا۔ میں نے پوچھا اگر چہ وہ مجھے نصرانیت چھوڑنے کا حکم دے؟ فرمایا ہاں۔ کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نبی ہے، وہ حق کا حکم دیتا ہے، وہ حق کی بات ہی کہتا ہے، اللہ کی قسم! اگر میں اس کو پالیتا پھر وہ مجھے حکم دیتا ہے کہ میں آگ میں چھلانگ لگا دوں تو میں اس میں چھلانگ لگا دیتا۔

پھر ہم بیت المقدس سے نکلے۔ ہم اسی اپاہج کے پاس سے گزرے۔ اس اپاہج نے اسے کہا تو داخل ہوا مجھے کچھ عطا نہ کیا۔ اب نکل رہا ہے تو مجھے عطا کر۔ وہ متوجہ ہوا اس کے اردگرد کسی کو نہ دیکھا اور کہا مجھے اپنا ہاتھ دے۔ اس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا "قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ" وہ اپاہج تندرست ہوگیا۔ وہ اپنے گھر والوں کی طرف چلا۔ میں نے اپنی نظر اس کے پیچھے لگا دی۔ وجہ تعجب کا اظہار کیا تھا جو میں نے اس سے دیکھا تھا۔ میرا ساتھی نکلا۔ بہت تیز چلا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہولیا۔ بنو کلب کا ایک قافلہ مجھے ملا۔ انہوں نے مجھے قیدی بنا لیا اور ایک اونٹ پر باندھ دیا اور میری مشکیں کس دیں۔ میں بکتا چلتا آیا یہاں تک کہ میں مدینہ آپہنچا۔ ایک انصاری نے مجھے خرید لیا۔ اس نے مجھے اپنے کھجور کے باغ میں کام پر لگا دیا۔ میں اس میں رہتا تھا۔ میں ایک درہم کے کھجور کے پتے لیتا۔ ان میں کام کرتا۔ پھر انہیں دو درہم میں بیچ دیتا۔ ایک درہم کے پھر پتے خرید لیتا اور ایک درہم خرچ کر دیتا۔ میں یہ بات پسند کرتا کہ میں اپنے ہاتھ کی کمائی کھاؤں ہم مدینہ طیبہ میں ہی تھے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ مکہ مکرمہ میں ایک آدمی ظاہر ہوا ہے جو یہ اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مبعوث کیا ہے۔ ہم اس حال میں ٹھہرے رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر حضور ﷺ نے ہجرت کی اور ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ میں نے کہا میں اس کا ضرور تجربہ کروں گا۔ میں بازار گیا۔ اونٹ کا گوشت خریدا۔ پھر آٹا پیسا۔ ایک پیالہ ثرید کا بنایا۔ اسے اپنے کندھے پر اٹھایا۔ آپ کی خدمت میں لایا یہاں تک کہ میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ کیا یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ میں نے عرض کی یہ صدقہ ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا بسم اللہ کر کے کھاؤ۔ خود رک گئے اور اسے نہ کھایا۔ میں چند دن ٹھہر گیا۔ میں نے ایک درہم کے بدلے میں گوشت خریدا اسی جیسا بنایا۔ اسے اٹھایا یہاں تک کہ حضور ﷺ کی خدمت لایا اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کیا یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ میں نے عرض کی یہ ہدیہ ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا بسم اللہ پڑھ کے کھاؤ اور خود بھی ساتھ ہی کھایا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! یہ ہدیہ کھاتا ہے صدقہ نہیں کھاتا میں نے آپ کے دو کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے جتنی مہر نبوت دیکھی تو میں اسلام لے آیا۔

میں نے اسی دن عرض کی تھی یا رسول اللہ! ﷺ نصاریٰ کیسی قوم ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ان میں کوئی بھلائی نہیں اور نہ ہی ان میں کوئی بھلائی ہے جو ان سے محبت کرتا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا اللہ کی قسم! میں تو ان سے محبت کرتا ہوں۔

کہا یہ وہ وقت تھا جب حضور ﷺ نے لشکر بھیجے اور تلوار سونتی تھی۔ ایک لشکر جاتا اور دوسرا واپس آتا تھا جبکہ تلوار خون ٹپکا رہی تھی۔ میں نے کہا میرے بارے میں باتیں کی جاتی ہیں کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ آپ میری طرف آدمی بھیجیں گے اور میری گردن اڑا دیں گے۔ میں گھر میں بیٹھ گیا ایک دن رسول اللہ ﷺ کا آدمی آیا۔ اس نے کہا اے سلمان! رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرو۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! اس سے میں ڈرتا ہوں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے، تم چلو میں تمہیں پیچھے سے ملتا ہوں۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! نہیں میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ تو آئے۔ میں دل میں سوچ رہا تھا اگر وہ چلا جاتا تو میں بھاگ جاتا۔

وہ مجھے ساتھ لے گیا یہاں تک کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا تو تبسم فرمایا اور مجھے کہا اے سلمان! خوش ہو جا، اللہ تعالیٰ نے تیری مصیبت کو دور کر دیا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں نے اپنے ساتھی کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا اگر میں اس کو پاتا اور مجھے حکم دیتے کہ میں جہنم میں کود جاؤں تو میں آگ میں کود جاتا۔ وہ نبی ہے حق بات ہی کہتا ہے اور حق بات کا ہی حکم دیتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آیت اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ حضرت عبداللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو یہ بات پسند کی کہ یہودیوں میں ان کا جو مقام و مرتبہ ہے اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو آگاہ کریں۔ اس نے اپنے اور یہودیوں کے درمیان ایک پردہ ڈال لیا۔ حضور ﷺ نے اس سے کلام کی اور انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے عبداللہ بن سلام کے بارے میں بتاؤ۔ وہ تم میں کیسا ہے؟ انہوں نے کہا وہ ہمارا سردار اور ہم سب سے زیادہ عالم ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر وہ مجھ پر ایمان لے آئے اور میری تصدیق کرے تو تم کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا وہ ایسا نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ ہم سے زیادہ سمجھدار ہے کہ وہ اپنا دین چھوڑے اور تیری پیروی کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ ایسا کرے تو پھر اپنی رائے بتاؤ؟ انہوں نے کہا وہ ایسا نہیں کرے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ اسلام قبول کرے تو تمہاری کیا رائے ہوگی؟ تو انہوں نے جواب دیا تو پھر ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ بن سلام! نکلو۔ حضرت عبداللہ بن سلام نکلے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ بڑھایئے میں گواہی دیتا ہوں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اس نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ تو وہ آپ پر ٹوٹ پڑے اور آپ کو گالیاں دیں اور کہا اللہ کی قسم! اس سے بڑھ کر ہم سے کوئی کم علم نہیں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب سے زیادہ جاہل نہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا تم ابھی اس کی تعریف نہیں کر رہے تھے؟ انہوں نے کہا ہمیں اس بات سے حیا آ رہی تھی کہ تم یہ کہو کہ تم اپنے ساتھی کی عدم موجودگی میں غیبت کرتے ہو۔ وہ حضرت عبداللہ کو گالیاں نکالنے لگے امین بن یامین اٹھا اور اس نے کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ عبداللہ بن سلام سچا ہے، اپنا ہاتھ بڑھایئے اور حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل کی اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ...... مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ یعنی حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور ان کی امتیں اور وہ جو حضور ﷺ کی دین پر تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ کا مصداق جو فقرہ وحی کے دورِ اسلام سے وابستہ رہے، اس پر قائم رہے، جو انہیں اذیتیں دی گئیں وہ ان پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو پایا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت جعفر اور آپ کے ساتھی نجاشی کے پاس آئے، انہیں ٹھہرایا اور اچھا برتاؤ کیا، جب واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس کی مملکت کے جو لوگ ایمان لائے تھے۔ انہوں نے کہا ہمیں اجازت دیجئے کہ سمندری سفر میں ہم ان کے ساتھی بنیں، اس نبی کے پاس حاضر ہوں اور آپ کے ساتھ عہد و پیمان کریں۔ وہ چلے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ غزوہ احد اور خیبر میں آپ کے ساتھ رہے۔ ان میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: ہمیں اجازت دیجئے ہم اپنے علاقے میں چلے جائیں۔ ہمارے وہاں اموال ہیں جنہیں ہم لے آئیں اور مہاجرین پر خرچ کریں گے۔ ہم انہیں سخت تنگی میں دیکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔ وہ لوگ چلے گئے۔ وہ اپنے مال لے آئے اور مہاجرین پر انہیں خرچ کیا۔ ان کے بارے میں یہ آیت اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں میں سے ایک جماعت مسلمان ہوئی۔ مشرک انہیں اذیتیں دیا کرتے تھے۔ تو یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب میں سے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ یہودیوں میں سے کچھ لوگ جب ان کے پاس سے گزرے تو انہیں گالیاں دیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ٘ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ آیت سے مراد جاہلوں اور باطل پرستوں پر ان کے باطل کی وجہ سے وہ ظلم نہیں کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسا پیغام آیا جس نے انہیں ہلاک کر دیا۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے افراد وہ ہیں جنہیں دو دفعہ اجر دیا جائے گا: ایک وہ جو اہل کتاب میں سے وہ پہلی اور دوسری کتاب پر ایمان لایا، دوسرا وہ جس کی ایک لونڈی ہو جس کو اس نے ادب سکھایا اور بہترین ادب سکھایا۔ پھر اس نے اسے آزاد کیا۔ پھر اس سے شادی کی، تیسرا وہ جو کسی کا غلام ہو جس نے اپنے رب کی بہترین عبادت کی اور اپنے آقا کے لیے بھی مخلص رہا۔ (1)

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل کتاب میں سے جو اسلام لایا اس کے لیے دو اجر ہیں۔ (2)

1۔ سنن ترمذی، جلد 1 صفحہ 133، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان 2۔ مجمع الزوائد، باب من اسلم من اہل الکتاب، جلد 1 صفحہ 274 (334)، دار الفکر بیروت

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾

"بیشک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ پسند کریں البتہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت یافتہ لوگوں کو۔"

امام عبد بن حمید، امام مسلم، امام ترمذی، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے "دلائل" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو طالب کی وفات کا وقت قریب ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس آئے اور کہا اے چچا! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو۔ میں قیامت کے روز تیرے حق میں گواہی دوں گا۔ تو ابو طالب نے کہا اگر قریش مجھے عار نہ دلاتے تو وہ کہتے ہیں موت کے خوف نے اسے اس بات پر برانگیختہ کیا ہے تو میں تیری آنکھ کو ٹھنڈا کرتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت آپ پر نازل کی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسیب رحمہ اللہ سے اسی قسم کی روایت نقل کی ہے۔ (2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابو داؤد نے "قدر" میں امام نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید رافع سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر سے پوچھا کیا یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی؟ تو انہوں نے جواب دیا ہاں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ آیت ابو جہل اور ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ فرمایا ہاں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے کہا کلمہ اخلاص کہو، میں قیامت کے روز اس کے ساتھ تیری طرف سے جھگڑا کروں گا۔ ابو طالب نے کہا اے بھتیجے! بزرگوں کا دین۔ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ یعنی وہ زیادہ جانتا ہے کہ کس کے لیے اس نے ہدایت اور گمراہی کو مقدر کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کی گئی کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی موت کے وقت ان سے التماس کی تھی کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہہ دے تاکہ اس کے حق میں شفاعت حلال ہو جائے۔ تو ابو طالب نے یہ بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ یہ ابو طالب کے بارے میں ہے وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اس کا مصداق حضرت عباس ہیں۔

امام ابو سہل السری بن سہل جندیسا بوری "خامس" میں عبد القدوس کی سند سے وہ ابو صالح سے وہ حضرت ابن عباس رضی

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۂ قصص، جلد 2، صفحہ 150
2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 40، قدیمی کتب خانہ کراچی

اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے اصرار کیا کہ وہ اسلام لائیں تو ابو طالب نے انکار کر دیا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ یعنی آپ کسی پر ہدایت کو لازم کرنے پر قادر نہیں جب کہ وہ اسے ناپسند کرنے والا ہو۔ آپ تو نذیر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ایمان کی ہدایت عطا فرما دیتا ہے۔

امام ابو سہل رحمہ اللہ نے حضرت عبد القدوس رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ابو طالب کے بارے میں اس کی موت کے وقت نازل ہوئی۔ جب کہ نبی کریم ﷺ اس کے سرہانے کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے اے چچا! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دو۔ میں قیامت کے روز تیرے حق میں شفاعت کروں گا۔ ابو طالب نے کہا نہیں میرے بعد قریش کی عورتیں مجھے عار دلائیں گی کہ میں موت کے وقت ڈر گیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا یعنی تو اس بات پر قادر نہیں کہ تو اس پر ہدایت کو لازم کرے جبکہ وہ خود شرک میں گرا جا رہا ہے۔ تو جبر سے اسے اسلام میں داخل نہیں کر سکتا یہاں تک کہ وہ خود اس کی خواہش کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے کسی فعل پر مجبور کر سکتا ہے۔ کوئی انسان اس فعل کو کرنے والا نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشیت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے باخبر کیا، وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝ (الشعراء)۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے بارے میں بتایا کہ اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی۔

امام عقیلی، ابن عدی، ابن مردویہ، دیلمی، ابن عساکر اور ابن نجار رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے داعی اور مبلغ بنا کر بھیجا گیا ہے۔ ہدایت کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہے۔ ابلیس کو مزین اور مبلغ بنا کر پیدا کیا گیا ہے۔ گمراہ کرنا اس کے اختیار میں نہیں ہے۔

وَ قَالُوْۤا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَ لَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰۤى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۵۷ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵۸ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِیْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَ مَا كُنَّا مُهْلِكِی الْقُرٰۤى اِلَّا وَ اَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝۵۹ وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتُهَا ۚ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۰

''اور انہوں نے کہا اگر ہم اتباع کریں ہدایت کا آپ کی معیت میں تو ہمیں اچک لیا جائے گا ہمارے ملک سے کیا ہم نے بسا نہیں دیا انہیں حرم میں جو امن والا ہے، کھنچے چلے آتے ہیں اس کی طرف ہر قسم کے پھل، یہ رزق ہے ہماری طرف سے لیکن ان کی اکثریت کچھ نہیں جانتی۔ اور ہم نے کتنے شہر برباد کر دیئے جب وہ فخر کرنے لگے اپنی خوش حالی پر۔ پس یہ ہیں ان کے گھر جن میں سکونت نہیں کی گئی ان کے بعد مگر بہت کم عرصہ اور (آخر کار) ہم ہی ان کے وارث بنے۔ اور نہیں ہے آپ کا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو یہاں تک کہ بھیجے ان کے مرکزی شہر میں کوئی رسول جو پڑھ کر سنائے وہاں کے رہنے والوں کو ہماری آیتیں اور ہم نہیں ہیں ہلاک کرنے والے بستیوں کو مگر یہ کہ ان کے بسنے والے ظالم ہوں۔ اور جو چیز دی گئی ہے تمہیں تو یہ سامان ہے دنیوی زندگی کا اور اس کی زیب وزینت ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر اور دیرپا ہے۔ کیا تم اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔''

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قریش کے کچھ آدمی تھے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اگر ہم آپ کی اتباع کریں تو لوگ ہمیں اچک لیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ کو نازل فرمایا۔(1)

امام نسائی اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کہنے والا حارث بن عامر بن نوفل تھا۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اہل حرم امن میں تھے، جہاں چاہتے وہ جاتے۔ جب ان میں سے کوئی ایک سفر پر جاتا تو کہتا ہم اہل حرم میں سے ہیں، تو کوئی بھی اس کے سامنے نہ آتا۔ جب کسی قبیلہ کا آدمی سفر پر جاتا تو اسے قتل کر دیا جاتا اور مال چھین لیا جاتا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہا وہ اس میں نہیں ہوتے تھے، حرم انہیں محفوظ رکھتا، نہ اس میں ان سے جنگ کی جاتی اور نہ ہی انہیں خوفزدہ کیا جاتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے نُتَخَطَّفْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر شب خون مارتے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ کا معنی زمین کے پھل لیے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ابتدا میں ہی بستیاں ہلاک نہیں کر دیتا یہاں تک کہ ان میں رسول مبعوث فرمائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ام القریٰ سے مراد مکہ مکرمہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر مبعوث کیا۔

ابن ابی حاتم نے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم ایمان کے ساتھ بستی کو ہلاک نہیں کرتے بلکہ جب بستی والے ظلم کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ظلم کی وجہ سے بستی کو ہلاک فرماتا ہے۔ اگر اہل مکہ ایمان لے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 110، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 496 (2223)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آتے تو دوسرے ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک نہ ہوتے لیکن انہوں نے جھٹلایا اور ظلم کیا۔ اسی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے۔

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٦١﴾

"(تم خود سوچو) آیا وہ (نیک بخت) جس کے ساتھ ہم نے وعدہ کیا ہے بہت اچھا وعدہ اور وہ اس کے پانے والا بھی ہے اس (بدبخت) کی مانند ہو سکتا ہے جسے ہم نے دنیوی زندگی کا سامان دیا ہے پھر وہ (اس چند روزہ آسائش کے بعد) روز قیامت (مجرموں کے کٹہرے میں) پیش کیا جائے۔"

امام ابن جریر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ اور ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی۔ (1)

ابن جریر نے ایک اور سند سے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہ اور ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا سے مراد حضرت حمزہ بن عبد المطلب اور كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے مراد ابوجہل بن ہشام ہے۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ سے مراد مومن ہے جس نے کتاب اللہ کو سنا، اس کی تصدیق کی اور اس کتاب میں خیر و جنت کا جو وعدہ کیا گیا اس پر ایمان لایا۔ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے مراد کافر ہے وہ مومن جیسا نہیں۔ پھر وہ قیامت کے روز عذاب میں حاضر ہونے والوں سے ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہیں نے آیت کو یوں پڑھا اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جہنمی اس میں حاضر ہوں گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میمون بن مہران جب آتا تو سالم براء کے پاس ٹھہرتا۔ ایک دفعہ آیا تو اسے نہ ملا۔ اس کی بیوی نے اسے کہا تیرا بھائی پڑھتا ہے اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ اس عورت نے کہا تو وہ کام میں مشغول ہو گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو تم میں سے یہ طاقت رکھتا ہے کہ وہ اپنا خزانہ ایسی جگہ رکھے جہاں سے کیڑے نہ کھائیں تو وہ ایسا کرے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ اے ابن آدم! اپنا خزانہ میرے پاس رکھ دے تو وہ نہ غرق ہوگا نہ جلے گا۔ میں تجھے واپس کر دوں گا قیامت کے روز تو اس کا زیادہ محتاج ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 113، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 114

امام مسلم اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری کیسے عیادت کرتا جبکہ تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے پتہ نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو تو نے اس کی عیادت نہ کی، کیا تجھے علم نہیں اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے ہاں پاتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تو تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جبکہ تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تو تو نے اسے پانی نہ پلایا، کیا تجھے علم نہیں اگر تو اسے پانی پلاتا تو مجھے اس کے ہاں پاتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا جبکہ تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو تو نے اسے کھانا نہ کھلایا۔ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو مجھے اس کے ہاں پاتا۔

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد زہد میں حضرت عبد اللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز لوگ جس حالت پر رہے اس میں سے زیادہ بھوکے، زیادہ پیاسے اور زیادہ ننگے ہوں گے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے کھلایا ہوگا اللہ تعالیٰ انہیں کھلائے گا، جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے پہنایا ہوگا اللہ تعالیٰ اسے پہنائے گا، جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے پلایا ہوگا اللہ تعالیٰ اسے پلائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ اس سے راضی ہوگا۔ (1)

وَ يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٦٢﴾
قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ
اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَاۤ اِلَيْكَ ؗ مَا كَانُوْۤا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَ
قِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَ رَاَوُا
الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿٦٤﴾

"اور اس دن اللہ انہیں آواز دے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں وہ شریک جنہیں تم (میرا شریک) گمان کیا کرتے تھے۔ کہیں گے وہ لوگ جن پر عذاب کا فرمان ثابت ہو چکا ہوگا اے ہمارے رب! یہ ہیں وہ جنہیں ہم نے گمراہ کیا۔ ہم نے انہیں بھی گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ ہوئے۔ ہم (ان سے) بیزار ہو کر تیری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور وہ ہماری پوجا نہیں کیا کرتے تھے۔ اور (انہیں) کہا جائے گا (لو) اب پکارو اپنے شریکوں کو تو وہ انہیں پکاریں گے لیکن وہ انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے اور دیکھ لیں عذاب کو۔ کیا اچھا ہوتا اگر وہ ہدایت یافتہ ہوتے۔"

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 245، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَاءِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ کا مصداق بنو آدم ہیں اور قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ کا مصداق جن ہیں۔ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنَاهُمْ اور بنی آدم سے کہا جائے گا: ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وہ انہیں کوئی بھلائی کی بات کے ساتھ جواب نہ دیں گے۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَى أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾

''اور اس دن اللہ تعالیٰ آواز دے گا انہیں پھر پوچھے گا تم نے کیا جواب دیا تھا (ہمارے) رسولوں کو تو اندھی ہو جائیں گی ان پر خبریں اس دن۔ پس وہ (مارے دہشت کے) ایک دوسرے سے کچھ پوچھ نہ سکیں گے۔ تو وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیے یقیناً وہ کامیاب و کامران لوگوں میں ہوگا۔''

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبد بن حمید، نسائی، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کوئی آدمی نہیں ہوگا مگر اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تنہائی میں بات کرے گا جس طرح تم میں سے کوئی چودھویں رات کو چاند کے ساتھ تنہائی میں سرگوشیاں کرتا ہے۔ وہ کہے گا اے ابن آدم! کس چیز نے تجھے مجھ سے دھوکے میں ڈالا؟ اے ابن آدم! کس وجہ سے تو نے یہ کام کیا؟ اے ابن آدم! تو نے رسولوں کو کیا جواب دیا؟

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الانباء کا معنی دلائل نقل کیا ہے: اس روز نسب کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٧٠﴾

''اور آپ کا رب پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے (جسے چاہتا ہے) نہیں ہے انہیں کچھ اختیار۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور برتر ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں اور آپ کا رب خوب جانتا ہے جو چھپائے ہوئے ہیں ان کے سینے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور وہی اللہ ہے نہیں کوئی معبود بجز اس کے۔ اسی کو زیبا ہے ہر قسم کی تعریف

دنیا میں اور آخرت میں اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ارطاہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابوعون حمصی سے تقدیر کے بارے میں بات کی تو انہوں نے کہا تم کتاب اللہ کو نہیں پڑھتے وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ۔

امام بخاری، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں استخارہ کی اس طرح تعلیم دیا کرتے تھے جس طرح قرآن کی سورت کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ فرماتے جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز نفل پڑھے پھر یہ دعا مانگے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِهٖ، فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ، وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَ آجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ، وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ وَاَرْضِنِیْ بِهٖ" اور اپنی حاجات کا نام لے۔(1)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَ يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَ نَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾

"آپ فرمایئے بھلا اتنا تو سوچو اگر بنا دے اللہ تعالیٰ تم پر رات ہمیشہ کے لیے قیامت کے دن تک تو کون سا خدا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جو لا دے تمہیں روشنی، کیا تم سن نہیں رہے ہو۔ فرمایئے بھلا اتنا تو سوچو اگر بنا دے اللہ تعالیٰ تم پر دن ہمیشہ کے لیے روز قیامت تک تو کون سا خدا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جو لا دے تمہیں رات جس میں تم

1۔ سنن ترمذی، باب صلوٰۃ الاستخارۃ، جلد 1، صفحہ 63، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

آرام کرسکو۔ کیا تمہیں (کچھ) نظر نہیں آتا؟ اور محض اپنی رحمت سے اس نے بنا دیا ہے تمہارے لیے رات اور دن کو تاکہ تم آرام کرو رات میں اور تلاش کرو (دن میں) اس کے فضل سے (رزق) اور تاکہ تم میرے شکر گزار بنو۔ اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں آواز دے کر فرمائے گا کہاں ہیں وہ جنہیں تم میرا شریک خیال کرتے تھے۔ اور ہم نکالیں گے ہر امت سے گواہ پھر (ان امتوں کو) ہم کہیں گے لے آؤ اپنی دلیل تو وہ جان لیں گے کہ بیشک حق اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور گم ہو جائیں گے ان سے جو افتراء وہ باندھا کرتے تھے۔''

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سَرْمَدًا کا معنی ہمیشہ کیا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے سَرْمَدًا کا معنی ہمیشہ جو ختم نہ ہو نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے سَرْمَدًا کا معنی ہمیشہ نقل کیا ہے اور ضیاء کا معنی دن نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فِیْهِ میں ضمیر سے مراد رات ہے۔ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ یعنی دن کے وقت تم اللہ کا فضل تلاش کرو۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شَهِیْدًا کا معنی رسول ہے فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ یعنی دلیل لاؤ جس کی وجہ سے تم عبادت کرتے ہو اور یہ باتیں کرتے ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شَهِیْدًا نبی کے معنی میں ہے تاکہ وہ امت پر گواہی دے کہ اس نے اپنے رب کے پیغام کو پہنچا دیا ہے۔ برھان سے مراد دلیل ہے یعنی دلیل لاؤ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ کا یہ معنی نقل کرتے تھے کہ دنیا میں جو وہ جھوٹ بولا کرتے تھے قیامت کے روز وہ ان سے گم ہو جائیں گے۔

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَیْهِمْ ۪ وَ اٰتَیْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ﴿۷۶﴾ وَ ابْتَغِ فِیْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا وَ اَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْكَ وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِیْ ؕ اَوَ لَمْ یَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ اَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَ لَا یُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ
عَظِيْمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ
عَمِلَ صَالِحًا ۚ وَ لَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ
الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَ مَا كَانَ
مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿٨١﴾ وَ اَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ
وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ
مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٢﴾

"بیشک قارون موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم میں سے تھا۔ پھر اس نے سرکشی کی ان پر اور ہم نے دے دیے تھے اسے اتنے خزانے کہ ان کی چابیاں (اپنے بوجھ سے) جھکا دیتی تھیں ایک طاقتور جتھہ (کی کمروں) کو۔ جب کہا اسے اس کی قوم نے زیادہ خوش نہ ہو بیشک اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا اترانے والوں کو۔ اور طلب کر اس (مال و زر) سے جو دیا ہے تجھے اللہ تعالیٰ نے آخرت کا گھر اور نہ فراموش کر اپنے حصہ کو دنیا سے اور احسان کیا کر (غریبوں پر) جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان فرمایا ہے اور نہ خواہش کر فتنہ وفساد کی ملک میں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا فساد برپا کرنے والوں کو۔ وہ کہنے لگا مجھے دی گئی ہے یہ (دولت وثروت) اس علم کی وجہ سے جو میرے پاس ہے۔ کیا اس (مغرور) کو اتنا علم بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر ڈالیں اس سے پہلے قومیں جو اس سے قوت میں کہیں سخت اور دولت جمع کرنے میں کہیں زیادہ تھیں۔ اور نہیں دریافت کیے جائیں گے مجرموں سے ان کے گناہ۔ الغرض (ایک دن) وہ نکلا اپنی قوم کے سامنے بڑی زیب وزینت کے ساتھ۔ کہنے لگے وہ لوگ جو آرزومند تھے دنیوی زندگی کے اے کاش! ہمیں بھی اسی قسم کا (جاہ وجلال) نصیب ہوتا جیسے دیا گیا ہے قارون کو، واقعی وہ تو بڑا خوش نصیب ہے۔ اور کہا ان لوگوں نے جنہیں (دنیا کی بے ثباتی کا) علم دیا گیا تھا حیف تمہاری عقل پر۔ اللہ تعالیٰ کا ثواب بہتر ہے اس کے لیے جو ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے اور نہیں مرحمت کی جاتی یہ نعمت بجز صبر کرنے والوں کے۔ پس ہم نے غرق کر دیا اسے بھی اور اس کے گھر کو بھی زمین میں۔ تو نہ تھی اس کے حامیوں کی کوئی جماعت جو (اس وقت) اس کی مدد کرتی اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اور وہ خود بھی اپنا انتقام نہ لے سکا۔ اور صبح کی ان لوگوں نے جو کل تک اس کے مرتبہ کی آرزو کر رہے تھے یہ کہتے ہوئے اوہو! (اب پتہ

چلا) کہ اللہ تعالیٰ کشادہ کر دیتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے) اگر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہمیں بھی زمین میں گاڑ دیتا۔ اوہو! (اب پتہ چلا) کہ کفار بامراد نہیں ہوتے۔‘‘

امام ابن ابی شیبہ نے ’’مصنف‘‘ میں ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ وہ علم کی خواہش رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے علم کو جمع کیا۔ وہ اس طرح رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بغاوت کی اور اس سے حسد کیا۔ اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ زکوۃ وصول کروں۔ تو قارون نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا حضرت موسیٰ تمہارے اموال کھانا چاہتے ہیں۔ وہ تمہارے لیے نماز لائے۔ وہ تمہارے لیے اور چیزیں لائے۔ تو تم نے انہیں اپنے ذمہ لے لیا۔ کیا تم اسے برداشت کرو گے کہ وہ تمہارے اموال لے؟ لوگوں نے کہا ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے اب تیری کیا رائے ہے۔ قارون نے انہیں کہا میری رائے یہ ہے کہ میں بنی اسرائیل کی بدکارہ عورتوں میں سے ایک عورت کو پیغام بھیجوں۔ پھر ہم اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجیں۔ وہ عورت آپ پر الزام لگائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے بدکاری کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے اس بدکارہ کو پیغام بھیجا اور اسے کہا ہم تجھے منہ مانگی قیمت دیں گے۔ شرط یہ ہے کہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بدکاری کی تہمت لگا دے۔ عورت نے کہا ٹھیک ہے۔ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا بنی اسرائیل کو جمع کرو اور اللہ تعالیٰ نے تجھے جو حکم دیا ہے اس کے بارے میں انہیں بتاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں جمع کیا۔ لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تیرے رب نے تجھے کس چیز کا حکم دیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، صلہ رحمی کرو اسی طرح دوسری باتیں ذکر کیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بھی حکم دیا ہے جب بدکار بدکاری کرے جبکہ وہ شادی شدہ ہو تو اسے رجم کر دیا جائے۔ لوگوں نے کہا اگر چہ بدکاری کرنے والے آپ ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ لوگوں نے کہا تو نے بدکاری کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں نے؟ لوگوں نے عورت کو بلا بھیجا۔ وہ عورت آئی، انہوں نے پوچھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا گواہی دیتی ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت سے فرمایا میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو سچ بولے گی۔ اس عورت نے کہا جب تو نے مجھے اللہ کا واسطہ دیا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے مجھے بلایا تھا اور آپ پر الزام لگانے کی صورت میں انعام مقرر کیا تھا، میں گواہی دیتی ہوں کہ تو اس الزام سے بری ہے، تو رسول اللہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام روتے ہوئے سجدہ میں گر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی تو کیوں روتا ہے؟ ہم نے تجھے زمین پر حکومت دے دی ہے۔ تو زمین کو حکم دے وہ تیری اطاعت کرے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا اے زمین! انہیں پکڑ لے تو زمین نے انہیں ایڑیوں تک پکڑ لیا۔ لوگ کہنے لگے اے موسیٰ! اے موسیٰ! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ انہیں

پکڑ لے تو زمین نے انہیں گردنوں تک پکڑ لیا۔ وہ کہہ رہے تھے اے موسیٰ! اے موسیٰ! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ انہیں پکڑ لے تو زمین نے انہیں غائب کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی میرے بندوں نے تجھ سے سوال کیا، تیری بارگاہ میں آہ وزاری کی۔ تو نے ان کی بات کو قبول نہ کیا۔ میری عزت کی قسم! اگر وہ مجھے بلاتے تو میں ان کی عرضداشت کو قبول کر لیتا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی یہی مراد ہے: فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ۔ اسے انتہائی نچلی زمین کی طرف دھنسا دیا۔ (1)

امام فریابی نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔

ابن منذر نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ اس کا نسب یوں ہے: قارون بن مصر بن فاہث یا قاہث جبکہ حضرت موسیٰ بن عرمرم بن فاہث یا قاہث ہیں عرمرم کو عربی زبان میں عمران کہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سمندر عبور کیا تھا۔ اس کا نام نور رکھا جاتا کیونکہ وہ بڑی اچھی آواز میں تورات پڑھتا تھا۔ لیکن اللہ کے دشمن نے نفاق کیا جس طرح سامری نے نفاق کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بغاوت کی وجہ سے اسے ہلاک کیا۔ اس نے مال واولاد کی زیادتی کی وجہ سے بغاوت کی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَبَغٰى عَلَيْهِمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان پر بلند ہو گیا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے اپنے کپڑوں کی ایک بالشت لمبائی میں ان پر اضافہ کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے خزانوں میں سے ایک خزانہ پایا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ولید بن زوران رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قارون علم کیمیا جانتا تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قارون کے گھر کی زمین چاندی اور اس کی بنیادیں سونے کی تھیں۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت خیثمہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے انجیل میں پایا ہے کہ قارون کے خزانوں کی چابیاں ساٹھ پنج کلیان خچروں کا بوجھ تھا۔ ان میں کوئی چابی ایک انگلی سے بڑی نہ تھی، ہر ایک خزانے کی چابی تھی۔

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے خیثمہ سے روایت نقل کی ہے: قارون کے خزانوں کی چابیاں چمڑے کی بنی ہوئی تھیں۔ ہر خزانہ کی چابی علیحدہ تھی۔ جب وہ سفر پر روانہ ہوتا تو چابیاں ستر پنج کلیان خچروں پر لا دی جاتیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ چابیاں اونٹ کے چمڑے کی بنی ہوتی تھیں۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 334 (28843)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ مردوں کا ایک جتھہ انہیں نہیں اٹھا سکتا تھا۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ کا معنی پوچھا تو ابن عباس نے جواب دیا کہ وہ بوجھل بنادیتیں، پوچھا کیا عرب اس کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے امرؤ القیس کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا:

تَمشّٰی فَتُثقِلُهَا عَجِيزَتُهَا مَشْيَ الضَّعِيفِ يَنُوْءُ بِالْوَسْقِ

''وہ چلتی ہے جبکہ اس کی سرین اسے بوجھل کرتی ہے، اس کمزور کے چلنے کی طرح جو وسق اٹھانے سے بوجھل ہوتا ہے''۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عصبہ سے مراد دس سے پندرہ تک اور اولوا القوۃ سے مراد پندرہ ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت کلبی سے روایت نقل کی ہے کہ عصبہ سے مراد پندرہ سے چالیس افراد۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عصبہ کا معنی چالیس افراد نقل کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم بات کیا کرتے تھے کہ عصبہ سے مراد دس سے چالیس افراد ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے جو حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، سے روایت نقل کی ہے کہ عصبہ سے مراد ستر افراد ہیں۔ اس کا خزانہ چالیس خچروں پر لادا جاتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ مومن لوگ تھے جنہوں نے کہا تھا جو تجھے عطا کیا گیا ہے اس پر خوش نہ ہو کہ تو اس پر اترائے۔

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے فرحین کی تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اکڑ کر چلنے والوں، تکبر کرنے والوں اور ناز و ادا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو عطا کیا ہے اس پر شکر بجا لاتے۔

امام حاکم، (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، طبرانی، ابو نعیم، بیہقی نے شعب میں، خرائطی نے اعتدال القلوب میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ غمگین دل کو پسند کرتا ہے۔(3)

امام حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت نقل کی ہے کہ جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے جبکہ بیہقی رحمہم اللہ نے کہا یہ متن منکر ہے وہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو جن کی مدد سے تو آخرت کو یاد کرے گا، مردوں کو غسل دیا کرو کیونکہ کھوکھلے جسم کو ہلانا بہت بڑی نصیحت ہے، نماز جنازہ پڑھا کرو، شاید یہ تیرے دل میں حزن پیدا کردے کیونکہ غمگین قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوتا ہے۔(4)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 496 (2225)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 125

3۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 515 (892)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مستدرک حاکم، کتاب الجنائز، جلد 1، صفحہ 533 (1395)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں فرح سے مراد بغاوت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہونے والے اور تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا صدقہ کر، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر اور صلہ رحمی کر۔

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ فرحین سے مراد اکڑ کر چلنے والے ہیں اور وَابْتَغِ فِيمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا میں اللہ کے لیے کام کرنا نہ چھوڑ۔

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دنیا میں آخرت کے لیے کام کرنا نہ بھول۔

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ کا عمل دنیا سے اس کا وہ حصہ ہے جس پر آخرت میں اسے ثواب دیا جائے گا۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ زائد کو آگے بھیج دو جو تجھے کفایت کرے اسے روک لو۔ ایک میں یہ الفاظ ہیں ایک سال کا رزق روک لے اور باقی کو صدقہ کردے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ دنیا سے وہ چیز لے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے حلال کیا ہے کیونکہ اسی میں تیرے لیے غناء اور کفایت ہے۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد زہد میں حضرت منصور رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دنیا کا سامان نہیں، تیرا نصیب تیری عمر ہے جس میں تو اپنی آخرت کے لیے کام کرے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ بھلائی جو میرے پاس ہے اور وہ علم جو میرے پاس ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یعنی میں اس کا اہل ہوں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْمُجْرِمُوْنَ سے مراد مشرک ہیں، ان سے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا اور جہنم میں داخل ہونے کے لیے ان سے حساب نہیں لیا جائے گا۔ بغیر حساب کے انہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا۔(2)

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ اللہ تعالیٰ کے فرمان يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ (الرحمٰن: 41) کی طرح ہے۔ ان کے چہرے سیاہ، آنکھیں نیلگوں ہوں گی ملائکہ ان سے سوال نہیں کریں گے، وہ انہیں پہلے ہی پہچان لیں گے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ سفید ترک

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 498 (2231)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 498

گھوڑوں پر نکلا جن پر ارجون کی بنی ہوئی زین تھیں اور ان پر عصفری رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے فِیْ زِیْنَتِهٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ دو سرخ کپڑوں میں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو زبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون اپنی قوم پر نکلا۔ دو سرخ کپڑے پہنے ہوئے تھا جو عصفری رنگ کے تھے جو قرمزی طرح تھا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ پیلے اور سرخ کپڑے پہن کر قوم کی طرف آیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وہ ستر ہزار افراد میں نکلا جن پر عصفری رنگ کے کپڑے تھے۔ یہ وہ پہلا دن تھا جس میں عصفری رنگ کو دیکھا گیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ جاہ و حشمت میں نکلا۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے: وہ چار ہزار جانوروں پر نکلے جن پر سرخ کپڑے تھے، جن میں سے ایک ہزار سفید خچر یں تھیں۔ جانوروں پر ارجوان لکڑی کی زینیں تھیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون سفیدی مائل سیاہ خچر پر نکلا جس پر ارجوانی لکڑی کی زین تھی جن پر تین سو لونڈیاں سوار تھیں جنہوں نے سرخ لباس زیب تن کر رکھے تھے اور وہ سفیدی مائل سیاہ خچروں پر سوار تھیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ سفید لونڈیوں کے درمیان نکلا۔ سونے کی زینوں، ارجوانی رنگ کے کپڑوں اور سفید خچروں پر تھیں۔ ان پر سرخ کپڑے اور سونے کے زیورات تھے۔

ابن مردویہ اوس بن اوس ثقفی سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: یعنی چار ہزار خچروں کے جلو میں چلا۔

امام ابن ابی حاتم نے عبدہ بن ابی لبابہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے جس نے سیاہ خضاب لگایا وہ قارون تھا۔

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل توحید میں سے جن لوگوں نے کہا کاش! ہمارے لیے بھی ایسا ہی ہوتا جو قارون کے لیے ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ثواب نہیں پائیں گے۔ ثواب قول سے پہلے ہوا کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ذو حظ کا معنی ذو جد ہے یعنی عظمت والا۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حرث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، وہی ابن نوفل ہاشمی ہے۔ اس نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ قارون کو مال اور خزانہ دیا گیا یہاں تک کہ اس نے اپنے گھر کا دروازہ سونے کا بنا یا۔ اپنے پورے گھر کو سونے کی پتریوں سے بنایا۔ بنو اسرائیل کے سردار صبح و شام اس کے پاس آتے۔ وہ انہیں کھانا کھلاتا اور وہ قارون سے باتیں کرتے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اذیت دیا کرتا تھا۔ اسے خواہش نفس اور دل کی سختی نے نہ چھوڑا یہاں تک کہ اس نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کی طرف پیغام بھیجا جو خوبصورتی میں مشہور تھی۔ اسے ربیہ کے نام سے یاد کیا

جاتا۔ قارون نے اسے کہا کیا تو پسند کرتی ہے کہ میں تجھے مالا مال کردوں، تجھے عطا کروں اور اپنی عورتوں کے ساتھ ملا دوں اس شرط پر کہ تو میرے پاس اس وقت آئے جبکہ بنی اسرائیل کے سردار میرے پاس موجود ہوں اور تو کہے اے قارون! کیا تو موسیٰ کو مجھ سے منع نہیں کرے گا؟ اس نے کہا میں اس کے لیے تیار ہوں۔ جب قارون کے ساتھی آگئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اس نے عورت کو بلایا۔ وہ عورت لوگوں کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو بدل دیا اور اسے توبہ کی توفیق دے دی۔ اس نے کہا آج میں اس سے فضیلت والی توبہ نہیں پاتی کہ میں اللہ کے دشمن کو جھٹلاؤں اور رسول اللہ کی برأت کا اظہار کروں۔ اس عورت نے کہا قارون نے میری طرف پیغام بھیجا اور کہا کیا تو پسند کرتی ہے کہ میں تجھے مالا مال کردوں اور اپنی عورتوں میں شامل کردوں اس شرط پر کہ تو میرے پاس آئے جبکہ بنی اسرائیل کے سردار میرے پاس ہوں اور تو یہ کہے کیا تو موسیٰ کو مجھ سے نہیں روکے گا۔ آج میں نے اس سے افضل توبہ نہیں پائی کہ میں اللہ کے دشمن کو جھٹلاؤں اور رسول اللہ کی برأت کا اظہار کروں۔ قارون نے اپنا سر جھکالیا اور اسے پتہ چل گیا کہ وہ ہلاک ہوجائے گا۔

لوگوں میں یہ بات پھیل گئی یہاں تک کہ خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک جا پہنچی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سخت غضب والے تھے۔ جب یہ خبر آپ تک پہنچی تو آپ نے وضو کیا، نماز پڑھی، سجدہ کیا اور روئے اور کہا اے میرے رب! تیرا دشمن مجھے اذیتیں دیتا رہا پھر چند چیزوں کا ذکر کیا، تو نے اسے نہ روکا یہاں تک کہ میری رسوائی کا ارادہ کرلیا۔ اے میرے رب! مجھے اس پر مسلط کردے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ زمین کو جو چاہے حکم دے وہ تیری اطاعت کرے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام قارون کی طرف آئے۔ جب قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو آپ کے چہرے سے غضب کو پہچان لیا۔ کہا اے موسیٰ مجھ پر رحم کھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے زمین! انہیں پکڑ لے۔ اس کے گھر میں لرزہ طاری ہوگیا۔ اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنے اندر دھنسالیا یہاں تک کہ ان کے قدم غائب ہوگئے۔ ان کے گھر بھی اسی قدر زمین میں دھنس گئے۔ قارون نے کہا اے موسیٰ! مجھ پر رحم کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے زمین! انہیں پکڑ لے۔ زمین اسے، اس کے گھر اور اس کے ساتھیوں کو نگل گئی۔ جب زمین اسے نگل گئی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا اے موسیٰ! تو کتنا سخت دل ہے، میری عزت کی قسم! اگر وہ مجھ سے دعا کرتا تو میں اس پر رحم کرتا۔ ابوعمران جونی نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا تیرے بعد زمین میں (سے کسی کی بات نہ مانوں گا) میں کسی کی عبادت نہیں کروں گا۔

امام فریابی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: آپ نے اسے نچلی زمین کی طرف دھنسادیا۔

امام ابن ابی حاتم حضرت قتادہ رحمہ اللہ کی سند سے ابومیمون سے وہ سمرہ بن جندب سے روایت نقل کرتے ہیں: قارون اور اس کی قوم کو ہر روز انسان کی قامت کے برابر دھنسایا جاتا ہے، وہ زمین کی پست ترین جگہ تک قیامت تک نہیں پہنچے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات گئی ہے وہ اسے ہر روز قد برابر زمین میں دھنسا تا رہے گا، وہ لگاتار زمین میں دھنستا رہے گا، وہ اس کی گہرائی تک قیامت تک نہیں پہنچے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ ایک ساعت تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت کرے۔

عبد بن حمید نے مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ قارون کو ہر روز اس کے قد کے برابر زمین میں دھنسایا جاتا رہے گا۔

امام عبد بن حمید نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قارون کو زمین میں دھنسایا گیا تو وہ زمین میں جا رہا تھا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قریب ہی تھے۔ اس نے کہا اے موسیٰ! اپنے رب سے دعا کیجئے مجھ پر رحم کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ وہ زمین میں چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ قارون نے تجھ سے مدد طلب کی، تو نے اس کی مدد نہ کی، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر وہ یا رب! کہتا تو میں اس پر رحم کرتا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت عون بن عبداللہ بن قاری جو عمر بن عبدالعزیز کے فلسطین کے دیوان پر عامل تھے، انہیں خبر پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ وہ قارون کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم کی اطاعت کرے۔ تو زمین نے اسے گھٹنوں تک اپنے اندر دھنسالیا۔ پھر کہا میری اطاعت کر۔ تو اس نے اسے پیٹ تک چھپالیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی اے موسیٰ! تیرا دل کتنا سخت ہے، میری عزت وجلال کی قسم! اگر وہ مجھ سے مدد طلب کرتا تو میں ضرور اس کی مدد کرتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: میں نے تو تیری وجہ سے ناراضگی کی بنا پر ایسا کیا ہے اے میرے رب!۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مِنْ فِئَةٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی پناہ گاہ نہیں تھی جس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکتا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ رزق میں وسعت پیدا فرماتا ہے، کیا وہ نہیں جانتا کہ کافر فلاح نہیں پا سکتا۔(2)

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٨٣﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٨٤﴾

”یہ آخرت کا گھر ہم مخصوص کر دیں گے اس (کی نعمتوں) کو ان لوگوں کے لیے جو خواہش نہیں رکھتے زمین میں بڑا بننے کی اور نہ فساد برپا کرنے کی اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ جو کرتا ہے نیکی تو اس کے لیے بہتر صلہ ہے اس نیکی سے اور جو ارتکاب کرتا ہے برائی کا تو نہ بدلہ دیا جائے گا انہیں جنہوں نے بدکاریاں کیں مگر اتنا جتنا انہوں نے کیا۔“

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 245، دارالکتب العلمیہ بیروت　2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 499 (2236)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام محاملی اور دیلمی رحمہما اللہ مسند فردوس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ سے مراد زمین میں تجبر، اور فَسَادًا سے مراد ناحق چیز لینا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مسلم بطین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عُلُوًّا سے مراد زمین میں ناحق ظلم کرنا اور فَسَادًا سے مراد ناحق کوئی چیز لینا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ عُلُوًّا سے مراد سرکشی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عُلُوًّا سے مراد اپنے آپ کو عظیم جاننا اور ظلم کرنا ہے اور فَسَادًا سے مراد نافرمانیاں ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم دار آخرت کو ان لوگوں کے لیے بنا دیں گے جو زمین میں تکبر نہیں کرتے اور بادشاہوں کے شرف و منزلت نہیں چاہتے اور نہ ہی وہ اللہ کی نافرمانی کے کام کرتے ہیں اور نہ ہی ناحق مال لیتے ہیں اور عاقبہ سے مراد جنت ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ بادشاہوں کے ہاں شرف و عزت نہیں چاہتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو معاویہ اسود رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عزت داروں کی عزت میں نہیں جھگڑتے اور اس کی ذات سے نہیں گھبراتے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آدمی جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے جوتے کا تسمہ بنے وہ افضل ہے اس آدمی سے جو غیر کے جوتے کا تسمہ بنے۔ تو وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہو جاتا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت نقل کی ہے کہ آپ بازار میں تنہا چلا کرتے جبکہ آپ والی تھے۔ راستہ بھٹکے ہوئے کی راہنمائی کرتے، کمزور کی مدد کرتے، سبزی فروشوں اور سامان بیچنے والوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں قرآن پڑھاتے اور یہ آیت پڑھتے تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وہ کہتے یہ آیت عدل اور تواضع کرنے والوں، لوگوں پر حاکموں اور اہل قدرت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے اس کی طرف تکیہ کیا اور خود زمین پر بیٹھ گئے اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو زمین میں علو اور فساد کو طلب نہیں کرتا۔

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ

مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۸۵﴾ وَ مَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ یُّلْقٰۤى اِلَیْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَا یَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَیْكَ وَ ادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۸۷﴾

''(اے محبوب!) یقیناً وہ (قادر مطلق) جس نے آپ پر قرآن کی تبلیغ فرض کی ہے آپ کو واپس لے جائے گا جہاں آپ چاہتے ہیں۔ آپ فرمایئے میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو آیا ہدایت یافتہ ہو کر اور اسے بھی جو کھلی گمراہی میں ہے۔ اور آپ کو تو یہ امید نہ تھی کہ نازل کی جائے گی آپ کی طرف کتاب مگر یہ محض رحمت ہے آپ کے رب کی (جس نے آپ کو صاحب قرآن بنا دیا) تو آپ ہرگز کافروں کے مددگار نہ بنیں۔ اور (خیال رہے) وہ ہرگز نہ روکیں آپ کو اللہ تعالیٰ کی آیات سے اس کے بعد کہ وہ اتاری گئیں آپ کی طرف اور بلایئے (لوگوں کو) اپنے رب کی طرف اور ہرگز نہ ہو جانا شرک کرنے والوں سے۔''

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے نکلے اور جحفہ تک پہنچے تو مکہ مکرمہ کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ کو نازل فرمایا۔ مَعَادٍ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔

امام ابن مردویہ نے علی بن حسن بن واقد سے روایت نقل کی ہے کہ تمام قرآن مکی ہے یا مدنی ہے سوائے اس آیت کے کیونکہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر جحفہ کے مقام پر نازل ہوئی۔ جب حضور ﷺ ہجرت کے ارادہ سے مدینہ طیبہ کی طرف نکلے نہ یہ مکی ہے نہ ہی مدنی ہے۔ وہ آیت جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئی وہ مکی ہے خواہ مکہ مکرمہ یا کسی اور شہر میں نازل ہوئی ہو۔ ہر وہ آیت جو ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی وہ مدنی ہے۔ وہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی یا کسی اور شہر میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد مکہ مکرمہ ہے (1) ابن مردویہ رحمہ اللہ نے یہ زائد کہا ہے کَمَا اَخْرَجَكَ مِنْهَا جیسے تجھے یہاں سے نکالا۔

امام فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَعَادٍ سے مراد آپ کی جائے پیدائش یعنی مکہ مکرمہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے مَعَادٍ کا معنی موت نقل کیا ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد موت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ، ابو یعلیٰ اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 703، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 202 (11258)، دار الفکر بیروت

ہے کہ مَعَادٍ سے مراد آخرت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ قیامت کے روز تجھے زندہ کرے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ کا مفہوم یہ ہے اس کی ایک میعاد ہے، اللہ تعالیٰ اس روز اسے اٹھائے گا پھر اسے جنت میں داخل کرے گا۔

حاکم نے تاریخ میں اور دیلمی نے حضرت علی سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ مَعَادٍ سے مراد جنت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری نے تاریخ میں، ابو یعلیٰ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کی مَعَادٍ سے مراد جنت ہے۔ ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں: اس کی مَعَادٍ سے مراد آخرت ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد جنت میں سے تیری معدن ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تجھے جنت کی طرف لوٹانے والا ہے۔ پھر تجھ سے قرآن کے بارے میں پوچھے گا۔(1)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد جنت ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان آیات میں سے تھی جن کو حضرت ابن عباس (کسی مصلحت کی بنا پر) چھپایا کرتے تھے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت نعیم قاری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد بیت المقدس ہے۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾

''اور نہ پکارو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو۔ نہیں ہے کوئی معبود بجز اس کے۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے۔ اسی کی حکمرانی ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا''

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ (الرحمٰن) فرشتوں نے کہا اہل زمین تو ہلاک ہو گئے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (آل

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 202 (11257)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 500 (2237)، بیروت

عمران:185) تو فرشتوں نے کہا ہر نفس ہلاک ہو گیا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ تو فرشتوں نے کہا آسمان وزمین والے ہلاک ہو گئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (آل عمران:185) عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ فرشتوں کا کیا ہوگا تو یہ آیت نازل ہوئی كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اس آیت میں اس چیز کو واضح کیا گیا کہ ملائکہ، جن وانس، باقی عالم، پرندے، وحشی جانور، درندے اور چوپائے سب مخلوق ہلاک ہوگی اور یہ کہ ذی روح شے ہلاک ہونے والی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل سیر رحمہ اللہ یہ روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مصداق یہ ہے آسمان کے رہنے والوں میں سے حیوان خاص طور پر، فرشتے، زمین میں جو کچھ ہے اور تمام حیوانات ہلاک ہونے والے ہیں، اس کے بعد آسمان وزمین تباہ وبرباد ہوں گے۔ جنت، دوزخ اور ان میں رہنے والے ہلاک نہ ہوں گے۔ اسی طرح عرش اور کرسی ہلاک نہ ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر جس کے ساتھ اپنی ذات کا ارادہ کرے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر جس کے ساتھ اس کی ذات کا ارادہ کیا جائے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے "شعب الایمان" میں حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر وہ اعمال صالح جن کے ساتھ اس کی ذات کا ارادہ کیا جائے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے "کتاب التفکر" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ دل کو سمجھانا چاہتے تو کھنڈرات کے پاس آتے ان کے دروازے پر کھڑے ہوتے، غمگین آواز کے ساتھ آواز دیتے، ہلاک کرنے والے کہاں ہیں۔ پھر خود سے ہم کلامی کرتے اور کہتے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کا وصال ہوا تو فرشتے یہ کہتے ہوئے چکر لگانے لگے: موسیٰ علیہ السلام وصال کر گئے تو پھر کون سا ایسا نفس ہوگا جسے موت نہ آئے گی۔(1)

الحمد للہ علی انعامہ

سورت کا اختتام بروز پیر مورخہ 29 جون 2003 کو ہوا۔

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 94، دار الکتب العلمیہ بیروت